﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد13 — جمعۃ المبارک 03/نومبر 2006ء — 11/شوال 1427 ہجری قمری ❁ 03/نبوت 1385 ہجری شمسی — شمارہ 44

قرآن کی جامعیت

حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں:
کتاب اللہ چار چیزوں پر مشتمل ہے 1۔عبارت جو عوام کے لئے ہے 2۔اشارت جو خاص لوگوں کے لئے ہے 3۔لطیف نکات جو اولیاء کے لئے ہیں 4۔اور حقائق جو نبیوں کے لئے ہیں۔

(تفسیر عرائس البیان ۔ جلد اول صفحہ 4 از شیخ ابومحمد روزبہان ابن ابی النصر البقلی متوفی 606ھ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اتنے آدمی جو یہاں آتے ہیں ان میں سے ہر ایک آدمی ایک ایک نشان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کی پہلے سے خبر دے رکھی ہے اور یہ سب نصرتیں اور تائیدیں جو ہمارے شامل حال ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی ان کا ہمارے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے

صرف زبان سے اسلام اسلام کہنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ سچے دل سے انسان اس پر کاربند نہ ہو جاوے

سورۃ فاتحہ میں غلط عقائد کا رد ہے

’’میرے پاس تو یہی نشان کافی ہے کہ اتنے آدمی جو یہاں آتے ہیں ان میں سے ہر ایک آدمی ایک ایک نشان ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کی پہلے سے خبر دے رکھی ہے اور یہ سب نصرتیں اور تائیدیں جو ہمارے شامل حال ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی ان کا ہمارے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے۔لیکن جو جھوٹا اور مفتری علی اللہ ہوتا ہے اس کو خدا کبھی نصرت نہیں دیتا۔ بلکہ اُلٹا ہلاک کرتا ہے۔لیکن تم لوگ جانتے ہو کہ ہم پر طرح طرح کے جھوٹے الزام لگائے گئے،مقدمے کئے گئے، کچہریوں میں ہمیں بدنام اور بے عزت کرنے کی کوششیں کی گئیں،قتل کے مقدمے دائر کئے گئے۔قتل کے مقدمہ میں ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جس کی پیشی میں یہ مقدمہ تھا پوری طرح سے تحقیقات کر کے آخر مجھے کہا کہ مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ بَری ہیں اور اگر آپ چاہیں تو ان پر نالش کر کے سزا دلا سکتے ہیں۔

اب بتلاؤ کہ اگر خدا ہمارے ساتھ نہ ہوتا تو اس قسم کی فتح اور نصرت ہمیں حاصل ہو سکتی تھی؟اس خون کے مقدمہ میں مولوی محمد حسین نے بھی گواہی دی تھی لیکن مَیں نے پہلے ہی سے کہہ دیا تھا کہ مَیں بَری کیا جاؤں گا۔اب بتلاؤ کہ ان مقدموں سے ان لوگوں کو کیا حاصل ہوا؟بجز اس کے کہ ایک اور نشان ظاہر ہو گیا۔

یاد رکھو کہ ایک مفتری اور کذّاب کا کام کبھی نہیں چلتا اور اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد اور نصرت کبھی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ اگر مفتری کا کام بھی اسی طرح سے دن بدن ترقی کرتا جاوے تو پھر اس طرح سے تو خدا کے وجود میں بھی شک پڑ جاوے اور خدا کی خدائی میں اندھیر پڑ جاوے۔جب سے دنیا پیدا ہوئی عادت اللہ اسی طرح سے ہے کہ ایک جہان ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے اور جس طرح سے کوئی مسافر چلتا ہے تو کُتّے اس کے اردگرد جمع ہو کر بھونکتے اور شور مچاتے ہیں اسی طرح سے جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے وہ چونکہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوتا اس لئے دوسرے لوگ کُتّوں کی طرح اس پر پڑتے ہیں اور مخالفت کا شور مچاتے اور دُکھ دینے کی کوششیں کرتے ہیں لیکن آخر خدا تعالیٰ ایک نظر میں ان سب کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اب یہ بھی سن لو کہ وہ بڑا ہی خوش قسمت انسان ہے جو اسلام جیسے پاک مذہب میں داخل ہے لیکن صرف زبان سے اسلام اسلام کہنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ سچے دل سے انسان اس پر کاربند نہ ہو جاوے۔اکثر لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں جن کی نسبت قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوۡا اِلٰی شَیٰطِیۡنِہِمۡ قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَکُمۡ اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَہۡزِءُوۡنَ۔(البقرۃ:15)یعنی جب وہ مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب وہ دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو قرآن شریف میں منافق کہا گیا ہے۔اس لئے جب تک کوئی شخص پورے طور پر قرآن مجید پر عمل نہیں کرتا تب تک وہ پورا پورا اسلام میں بھی داخل نہیں ہوتا۔

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو اس وقت دنیا میں آئی تھی جبکہ بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے اور بہت سی اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہو گئی تھیں اور تقریباً سب کے سب لوگ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔اسی کی طرف اللہ جلّشانہٗ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے ظَہَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ(الروم:42) یعنی تمام لوگ کیا اہل کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دنیا میں فسادِ عظیم برپا تھا۔غرض ایسے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے تمام عقائد باطلہ کی تردید کے لئے قرآن مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کے لئے بھیجی جس میں کُل مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے۔

اور خاص کر سورۃ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کُل عقائد کا ذکر ہے جیسے فرمایا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔یعنی ساری خوبیاں اس خدا کے لئے سزاوار ہیں جو سارے جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔اَلرَّحۡمٰنِ وہ بغیر اعمال کے پیدا کرنے والا ہے اور بغیر کسی عمل کے عنایت کرنے والا ہے۔ اَلرَّحِیۡمِ اعمال کا پھل دینے والا مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔جزا سزا کے دن کا مالک۔ان چار صفتوں میں کل دنیا کے فرقوں کا بیان کیا گیا ہے۔

بعض لوگ اس بات سے منکر ہیں کہ خدا ہی تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ جیو یعنی ارواح اور پرمانو یعنی ذرّات خود بخود ہیں اور جیسے پرمیشر آپ ہی آپ چلا آتا ہے ویسے ہی وہ بھی آپ ہی آپ چلے آتے ہیں اور ارواح اور اُن کی کُل طاقتیں، گُن اور خواص جن پر دفتروں کے دفتر لکھے گئے خود بخود ہیں۔اور باوجود اس کے کہ ان میں قوتِ اتصال اور قوت انفصال خود بخود پائی جاتی ہے وہ آپس میں میل ملاپ کرنے کے لئے ایک پرمیشر کے محتاج ہیں۔غرض یہ وہ فرقہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہہ کر اشارہ کیا ہے‘‘۔

(ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 377-379)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

رمضان المبارک کے آخری روز مسجد فضل لندن میں
درس القرآن الکریم اور اجتماعی دعا کی بابرکت عالمی مجلس کا انعقاد

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کا درس ارشاد فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی۔

ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام عالم میں یہ درس اور اس کے مختلف زبانوں میں تراجم براہ راست نشر ہوئے۔

ان سورتوں میں آخری زمانہ کے فتنوں سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے بچنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے۔

امت مسلمہ، عالم اسلام، جماعت احمدیہ عالمگیر اور مختلف طبقات کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے دعاؤں کی تحریک

(لندن۔23/اکتوبر 2006ء): آج لندن میں اس سال کے ماہ رمضان المبارک کا آخری روزہ تھا۔ ہر رمضان کے آخری روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کا درس ارشاد فرماتے ہیں اور آخر پر اجتماعی دعا کرواتے ہیں۔ چنانچہ حسب روایت آج بھی درس القرآن کی یہ بابرکت مجلس مسجد فضل لندن میں منعقد ہوئی اور ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ یہ مجلس عالمی بن گئی کیونکہ اس کی نشریات براہ راست تمام براعظموں پر پھیلی ہوئی تھیں۔ حضور انور نے اردو زبان میں درس دیا جبکہ اس درس کے انگریزی، عربی، فرنچ، بنگلہ، جرمن اور ترکی وغیرہ زبانوں میں رواں ترجمہ بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر کیا گیا۔ یوں اس بابرکت درس کا فیض ساری دنیا میں پھیلا اور تمام عالم میں کثرت سے احمدی افراد نے اپنے محبوب امام کی اقتداء میں اس نہایت مبارک درس اور رمضان المبارک کی آخری اجتماعی دعا میں بھی شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بارہ بج کر پانچ منٹ پر مسجد کے محراب میں درس کی مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ حضور انور نے پہلے آخری تین سورتوں، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کی اور پھر باری باری ہر سورۃ کا ترجمہ اور تشریح بیان فرماتے رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاخلاص کے مختلف ناموں کا ذکر فرمایا اور آنحضرتؐ کی احادیث کے حوالہ سے بتایا کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی بنیاد قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پر رکھی گئی ہے۔ ایک صحابی جو ہر نماز میں قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرتے تھے ان سے جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ سورۃ مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا اس سے محبت کرنا تجھے جنت میں داخل کرے گا۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر کے حوالہ سے اس سورۃ کے مختلف مضامین کو بیان فرمایا اور بتایا کہ اس سورۃ میں جس خدا کا نقشہ کھینچا گیا ہے یہ وہ خدا ہے جس کو عقل قبول کرتی ہے۔ جو سرچشمہ ہے ہر فیض کا اور کسی کا محتاج نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس یہ دونوں سورتیں سورۃ تبت اور الاخلاص کے لئے بطور شرح کے ہیں۔ اور یہ کہ سورۃ فاتحہ کا آخری سورتوں میں اجمالاً ذکر ہے۔ اور یہ کہ ان میں آخری زمانہ کے فتنوں کا ذکر ہے جس میں سب سے بڑا فتنہ عیسائیت کا ہے اور اس سے بچنے کے لئے ان سورتوں میں دعا سکھائی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ شریر لوگ اسلام کے دقیق مسائل کو دھوکہ دہی کے طور پر پیش کر کے اس پر مزید پھونکیں مارتے ہیں تا کہ لوگوں کو گمراہ کریں۔ ایک صریح دشمن جیسے پادری اور دوسرے وہ علماء اسلام جو اپنی نفسانیت کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔

حضور انور نے اَللّٰهُ الصَّمَدُ میں لفظ صَمَدْ کے مختلف معانی کا تفصیل سے ذکر فرمایا اسی طرح لَمْ يَلِدْ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ اور وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کی تفسیر کا بھی مختلف شارحین اور مفسرین کے حوالہ سے تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس میں تثلیث کا رد کیا گیا ہے۔ کم وبیش چالیس منٹ تک سورۃ الاخلاص کے مضامین کا بابرکت ذکر جاری رہا۔ پھر حضور انور نے سورۃ الفلق کی تفسیر کا بیان شروع فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے لفظ اَلْفَلَقْ اور غَاسِقْ اور وَقَبَ کے لغوی معانی بیان کرتے ہوئے لطیف تشریحات بیان فرمائیں اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے زمانہ میں زلزلوں کا نشان بھی رکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قدرتی آفات اور دیگر مصائب کے شر سے بچنے کے لئے احمدیوں کو آخری دو سورتوں (اَلْفَلَقْ اور اَلنَّاسْ) کو سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔ عین ممکن ہے کہ احمدی کی دعا سے ہی یہ آفتیں ٹل جائیں۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کا بھی اس ضمن میں ذکر فرمایا اور اس سورۃ کی مختلف آیات کی تفسیر کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الناس کا ترجمہ و تفسیر بیان فرمائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ اس میں آخری زمانہ میں شیطان اور آدم کی جنگ کا خاص طور پر ذکر ہے۔ اس میں پیشگوئی ہے کہ جماعت نے انشاء اللہ کامیاب ہونا ہے اور غالب آنا ہے لیکن دعاؤں کے ذریعہ۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوبیت، ملوکیت اور الوہیت کے تعلق میں شیطان کے مختلف وساوس کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ عرب ملکوں میں عیسائیت کا اثر پھیل رہا ہے۔ ایم ٹی اے پر عیسائیوں کے پراپیگنڈہ کے جواب میں ہمارے پروگرام عربی زبان میں نشر ہونا شروع ہوئے تو عرب ملکوں نے اس پر پابندی لگا دی کہ عیسائیوں کے خلاف بات نہیں کرنی۔ حضور نے فرمایا کہ احمدیوں نے دعاؤں کے ذریعہ عرب ملکوں کو بھی اس فتنے سے بچانا ہے۔

حضور نے بتایا کہ آنحضرتؐ یہ سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور رات کو سوتے وقت اپنے جسم پر پھیرا کرتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الناس کے مختلف مضامین کا ذکر کرنے کے بعد آخر پر دعاؤں کی تحریکات فرمائیں جن میں آنحضرت ﷺ کی آل کے لئے، خاندان مسیح موعودؑ کے لئے، گزشتہ صلحائے امت کے لئے اور عالم اسلام کے لئے عمومی دعاؤں کے علاوہ ساری جماعت احمدیہ کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی اور پھر واقفین نو کے لئے، اسیران راہ مولا، شہداء کے پسماندگان، پریشان حالوں، بیماروں، قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے لوگوں، ازدواجی و عائلی جھگڑوں اور مشکلات کا شکار لوگوں، بیوگان و یتامیٰ، بیروزگاروں، کاروباری حضرات، زمینداروں، مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگوں، درویشان قادیان اور اہالیان ربوہ، مختلف ممالک میں جہاں احمدیوں کے خلاف مظالم ہو رہے ہیں وہاں کے احمدیوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے اور دیگر بہت سے طبقات کے لئے نام لے لے کر دعاؤں کی یاد دہانی کروائی۔

حضور نے آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض دعائیں بھی اس موقع پر پڑھیں اور اسی طرح تحریک جدید، وقف جدید کے وعدوں کو پورا کرنے والوں کے لئے بھی دعا کی تحریک کی۔ آخر پر حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔

یہ ایک بہت ہی پر کیف روحانی ماحول تھا۔ تمام افراد جماعت خواہ وہ مسجد میں تھے یا مسجد سے باہر یا دنیا کے کسی بھی حصہ میں جو ایم ٹی اے کے ذریعہ اس مبارک مجلس میں شامل تھے وہ اپنے آقا کی اقتداء میں ان دعاؤں پر آمین کہتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے طلبگار تھے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد وقت تک علم و عرفان کی یہ بابرکت مجلس جاری رہی۔

اگلے روز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الفتوح میں نماز عید الفطر پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا اور تمام افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو عید مبارک کا پیغام دیا۔ خطبہ عید کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے خواتین کے حلقہ کی طرف بھی تشریف لے گئے اور انہیں عید کی مبارکباد دی۔ اس کے بعد مردانہ حصہ میں تشریف لا کر تمام حاضر افراد کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ یہ پرلطف اور روح پرور مناظر ایم ٹی اے کے ذریعہ تمام عالم میں نشر کئے گئے۔ الحمد للہ۔

اسی شام مغرب و عشاء کی نمازیں حضور انور نے اسلام آباد میں پڑھائیں اور ازراہ شفقت تمام مرد حضرات کو شرف مصافحہ عطا فرمایا اور بچوں میں چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

ازل سے ہی تُو خاتم الانبیاء تھا

ازل سے ہی تُو خاتم الانبیاء تھا
ازل سے ہی تُو نقطۂ منتہا تھا
جب ارض و سما ، نہ زمان و مکاں تھا
اندھیرا خلا تھا ، دھوآں ہی دھوآں تھا
نہ تھے چاند سورج نہ تھیں کہکشائیں
نہ بادل ، نہ بارش ، نہ ٹھنڈی ہوائیں
سمندر نہیں تھے ، فضائیں نہیں تھیں
یہ موسم نہیں تھے ، گھٹائیں نہیں تھیں
تھی بزمِ عناصر عجب زلزلوں میں
جب آدم تھا تخلیق کے مرحلوں میں
تھا مٹی میں ، پانی میں ، گارے میں لت پت
گُل انسانیت تھی خسارے میں لت پت
ملائک تھے حیراں ، عجب بے کلی تھی
تجسّس تھا وہ سب کی جاں پر بنی تھی
نظر تب بھی خالق کی تجھ پر لگی تھی
اور ایسی نظر جس میں وارفتگی تھی
ترے واسطے ہی یہ سب غلغلہ تھا
ترے واسطے ہی جہاں سج رہا تھا
تُو اُس وقت بھی نُقطۂ مُنتہا تھا
تُو اُس وقت بھی خاتم الانبیاء تھا

(ارشاد عرشی ملک ۔ اسلام آباد ۔پاکستان)

اسلام میں عورت کا مقام اور مسلم خواتین کی قربانیاں

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 21/اکتوبر 1956ء برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''اسلامی تعلیم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں دیگر مذاہب کی نسبت عورت کے درجہ کو بہت بلند کیا گیا ہے۔ گو موجودہ زمانہ میں مغربیت کے اثر کے ماتحت خود مسلمانوں نے عورت کے درجہ کو کم کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور بعض باتوں میں انہوں نے غلط اندازے بھی لگائے ہیں ۔مثلاً کہا جاتا ہے کہ پردہ میں عورت کو صحیح تعلیم نہیں دی جاسکتی ۔حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ حضرت عائشہؓ نے پردہ کے اندر ہی دین سیکھا تھا اور پردہ کے اندر ہی رہ کر وہ دین کی اتنی ماہر ہوگئی تھیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم آدھا دین عائشہؓ سے سیکھو۔ گویا سارے مرد مل کر آدھا دین سیکھ سکتے ہیں اور حضرت عائشہؓ اکیلی آدھا دین سکھا سکتی ہیں۔ حالانکہ حضرت عائشہؓ پردہ کیا کرتی تھیں اور آپ نے جو دین سیکھا تھا وہ پردہ کے اندر رہ کر سیکھا تھا۔ پھر عورتوں نے اسلامی جنگوں میں وہ کام کئے ہیں جو بے پردہ یورپین عورتیں آج بھی نہیں کر رہیں ۔حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں حضرت ضرارؓ جو ایک صحابی تھے، غفلت کی وجہ سے رومیوں کی قید میں آگئے اور رُومی انہیں پکڑ کر کئی میل تک ساتھ لے گئے۔ انکی بہن خولہؓ کو اس کا پتہ لگا تو وہ اپنے بھائی کی زرہ اور سامان جنگ لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر اُن کے پیچھے گئیں اور دشمن سے اپنے بھائی کو چھڑا لانے میں کامیاب ہوگئیں۔

(فتوح الشام جلد اوّل صفحہ 27-28)

اُس وقت رومی سلطنت طاقت اور قوت کے لحاظ سے ایسی ہی تھی جیسی آجکل انگریزوں کی حکومت ہے مگر اس کی فوج ایک صحابیؓ کو قید کر کے لے گئی تو اُن کی بہن اکیلی ہی باہر نکلی اور کئی میل تک رُومی سپاہیوں کے پیچھے چلی گئی اور پھر بڑی کامیابی سے اپنے بھائی کو اُن کی قید سے چھڑا لائی اور مسلمانوں کو اس بات اُس وقت پتہ لگا جب وہ اپنے بھائی کو واپس لے آئی۔

پھر ایک اور واقعہ بھی ہے جس سے عورتوں کی بہادری کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رسولِ کریم ﷺ کے خاص صحابہؓ میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں اپنے زمانۂ خلافت میں ایرانی فوج کے مقابلہ میں اسلامی فوج کا کمانڈر بنایا تھا۔ اتفاقاً انہیں ران پر ایک پھوڑا نکل آیا جسے ہمارے ہاں گھمبیر کہتے ہیں اور وہ لمبے عرصہ تک چلا گیا۔ بہتیرا علاج کیا گیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر انہوں نے خیال کیا کہ اگر مَیں چارپائی پر پڑا رہا اور فوج نے دیکھا کہ میں جو اس کا کمانڈر ہوں، ساتھ نہیں تو وہ بددل ہو جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے ایک درخت پر عرشہ بنوایا جیسے ہمارے ہاں لوگ باغ کی حفاظت کے لئے بنا لیتے ہیں۔ آپ اس عرشہ میں آدمیوں کی مدد سے بیٹھ جاتے تا مسلمان فوج انہیں دیکھتی رہے اور اسے خیال رہے کہ اس کا کمانڈر ان کے ساتھ ہے۔ انہی دنوں آپ کو اطلاع ملی کہ ایک عرب سردار نے شراب پی ہے۔ شراب اگرچہ اسلام میں حرام تھی مگر عرب لوگ اس کے بہت عادی تھے۔ اور اگر اس کی عادت پڑ جائے تو جلدی چھٹتی نہیں۔ ابھی اُن کے اسلام لانے پر دو تین سال کا عرصہ گذرا تھا اور تین سال کے عرصہ میں اس کی عادت نہیں جاتی بہر حال حضرت سعد بن ابی وقاص کو جب اس مسلمان عرب سردار کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے شراب پی ہے تو آپ نے اسے قید کر دیا۔ ان دنوں باقاعدہ قید خانے نہیں ہوتے تھے۔ جس شخص کو قید کرنا مقصود ہوتا اسے کمرہ میں بند کر دیا جاتا اور اس پر پہرہ مقرر کر دیا جاتا۔ چنانچہ اس مسلمان عرب سردار کو بھی ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا اور دروازہ پر پہرہ لگا دیا گیا۔

وہ سال تاریخِ اسلام میں مصیبت کا سال کہلاتا ہے کیونکہ مسلمانوں کا جنگ میں بہت نقصان ہوا تھا ایک جگہ پر اسلامی لشکر کے گھوڑے دشمن کے ہاتھیوں سے بھاگے۔ پاس ہی ایک چھوٹا سا دریا تھا، گھوڑے اس میں کُود پڑے اور عرب چونکہ تیرنا نہیں جانتے تھے اس لئے سینکڑوں مسلمان ڈوب کر مر گئے اس لئے اس سال کو مصیبت کا سال کہتے ہیں۔ بہر حال وہ مسلمان عرب سردار کمرہ میں قید تھا۔ جب مسلمان سپاہی جنگ سے واپس آتے اس کمرہ کے قریب بیٹھ کر یہ ذکر کرتے کہ جنگ میں مسلمانوں کو بڑا نقصان ہوا ہے تو وہ کڑھتا اور اس بات پر اظہارِ افسوس کرتا کہ وہ اس موقعہ پر جنگ میں حصہ نہیں لے سکا۔ بے شک اُس میں یہ کمزوری تھی کہ اس نے شراب پی لی لیکن وہ تھا بڑا بہادر۔ اس کے اندر جوش پایا جاتا تھا۔ جنگ میں مسلمانوں کے نقصانات کا سن کر وہ کمرے میں اس طرح ٹہلنے لگ جاتا جیسے پنجرے میں شیر ٹہلتا ہے۔ ٹہلتے ٹہلتے وہ شعر پڑھتا جن کا یہ مطلب تھا کہ آج ہی موقع تھا کہ تو اسلام کو بچاتا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھاتا مگر تُو قید ہے۔

حضرت سعدؓ کی بیوی بڑی بہادر عورت تھیں۔ وہ ایک دن اس کمرہ کے پاس سے گذریں انہوں نے یہ شعر سن لئے۔ انہوں نے دیکھا وہاں پہرہ نہیں ہے۔ وہ دروازہ پر گئیں اور اس قیدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تجھے پتہ ہے کہ سعدؓ نے تجھے قید کیا ہوا ہے اگر اُسے پتہ لگ گیا کہ میں نے تجھے قید سے آزاد کر دیا ہے تو مجھے چھوڑے گا نہیں۔ مگر میرا جی چاہتا ہے کہ میں تجھے قید سے آزاد کر دوں تا کہ تو اپنی خواہش کے مطابق اسلام کے کام آسکے۔ اس نے کہا آپ جب لڑائی ہو مجھے چھوڑ دیا کریں میں وعدہ کرتا ہوں کہ لڑائی کے بعد میں فوراً واپس آکر اس کمرہ میں داخل ہو جایا کروں گا۔ اس عورت کے دل میں بھی اسلام کا درد تھا اور اس کی حفاظت کے لئے جوش پایا جاتا تھا۔ اس لئے اس نے اس شخص کو قید سے نکال دیا۔ چنانچہ وہ لڑائی میں شامل ہوا اور ایسی بے جگری سے لڑا کہ اس کی بہادری کی وجہ سے اسلامی لشکر بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھ گیا۔ سعدؓ نے اسے پہچان لیا اور بعد میں کہا آج کی لڑائی میں وہ شخص موجود تھا جسے مَیں نے شراب پینے کی وجہ سے قید کیا ہوا تھا گو اس نے چہرہ پر نقاب ڈالی ہوئی تھی مگر مَیں اس کے حملہ کے انداز اور قد کو پہچانتا ہوں۔ مَیں اس شخص کو تلاش کروں گا جس نے اسے قید سے نکالا ہے اور اسے سخت سزا دوں گا۔ جب حضرت سعدؓ نے یہ الفاظ کہے تو ان کی بیوی کو غصہ آگیا اور اس نے کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ آپ تو درخت پر عرشہ بنا کر بیٹھا ہوا ہے اور اس شخص کو تُو نے قید کیا ہوا ہے جو دشمن کی فوج میں بے دریغ گھس جاتا ہے اور اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتا۔ مَیں نے اس شخص کو قید سے چھڑایا تھا تم جو چاہو کر لو۔ (الفاروق شبلی حصہ اول)

غرض عورتوں نے اسلام میں بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ لیکن یہ صرف اسلام ہی کی بات نہیں اسلام سے پہلے مذاہب کی تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گو ان مذاہب نے عورتوں کو ان کے حقوق نہیں دیئے مگر انہوں نے اپنے مذہبوں کے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں مثلاً سب سے پرانا ہندوستان کا کرشنؑ ہے۔ تم نے شاید سنا ہوگا کہ کرشن کی گوپیاں ہوتی تھیں جو ان کے اردگرد رہتی تھیں۔ ہندو تصویریں بناتے ہیں تو وہ کرشن جی کو ایک بچہ کی شکل میں دکھاتے ہیں۔ اور پُرانے قصوں کے متعلق یہ قاعدہ ہے کہ وہ قصّہ کو مزیدار بنانے کے لئے شکلیں بدلتے رہتے ہیں۔ بہر حال کرشن جی کے متعلق جو تصویریں عام طور پر ملتی ہیں اُن میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ کرشن جیؑ درخت پر چڑھے ہوئے ہیں اور اس درخت کے اردگرد عورتیں کھڑی ہوئی ہیں۔ انہوں نے ہاتھ میں مکھّن اُٹھایا ہوا ہے۔ کرشن جی درخت سے نیچے اترتے ہیں اور ان سے مکھّن چھین کر لے جاتے ہیں۔ درحقیقت تصویری زبان میں اس میں بھی ایک بھاری حکمت بیان کی گئی تھی۔ اور وہ حکمت یہ ہے کہ کسی مذہبی قوم کا مکھّن اس کے نَومسلم ہوتے ہیں۔ جس طرح دُودھ کو بلونے سے مکھّن بنتا ہے اسی طرح جب انسانی دماغ کو بلویا جائے اور سچ اس کے اندر ڈالا جائے تو اس کے نتیجہ میں وہ صداقت کو قبول کر لیتا ہے اور پھر یہ مکھّن نبی کے ہاتھ میں جاتا ہے اور وہ اسے اپنی جماعت میں داخل کر لیتا ہے۔ پس ان تصویروں میں بتایا گیا ہے کہ کرشن جی کے وقت میں عورتیں تبلیغ کیا کرتی تھیں اور پھر جو لوگ صداقت کو قبول کر لیتے تھے انہیں ساتھ لے کر وہ کرشن جی کے پاس آتیں اور وہ انہیں اپنی جماعت میں داخل کر لیتے۔ گو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ عورتوں کو کرشن جی کا مرید بناتی تھیں یا مَردوں کو بناتی تھیں مگر ان تصویروں سے پتہ لگتا ہے کہ اس زمانہ کی عورتیں اتنی قربانی کرنے والی تھیں کہ وہ رات دن کرشنؑ جی کا پیغام دنیا کو پہنچاتی رہتی تھیں اور اس کے نتیجہ میں جو لوگ ایمان لے آتے تھے انہیں ساتھ لے کر کرشن جی کے پاس آتی تھیں اور وہ انہیں اپنی جماعت میں داخل کر لیتے تھے۔ غرض حضرت کرشنؑ کے زمانہ میں بھی عورتوں نے مذہب کیلئے بڑی قربانیاں کی ہیں۔

پھر ہم اُن نبیوں کی طرف آتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ اسلام کا مرکز مکّہ مکرمہ ہے اور مسلمانوں کی واحد مسجد جو سب سے پُرانی ہے وہ خانہ کعبہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ اس کے بننے کا جو ذکر آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہؑ کا بڑا حصّہ ہے۔ حضرت ہاجرہؑ حضرت ابراہیمؑ کی دوسری بیوی تھیں۔ سارہ پہلی بیوی تھی۔ سارہ ہاجرہ سے کسی بات پر جھگڑ پڑیں تو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ اگر ہاجرہ اس گھر میں رہیں تو میرا اُن سے نباہ نہیں ہو سکے گا۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہ جھگڑا دیکھ کر سخت صدمہ ہوا۔ اور آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ یا اللہ میرے گھر کا امن برباد ہو رہا ہے۔ میری پہلی بیوی دوسری بیوی کی موجودگی میں میرے گھر میں رہنے سے انکار کر رہی ہے۔ تُو نے اس کی اولاد سے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا جیسے تیری پہلی بیوی سارہ کہتی ہے اس میں تیرے خاندان کی بھلائی ہے۔ تُو ہاجرہ اور اس کے بیٹے اسماعیل کو جنگل میں چھوڑ آ۔ (پیدائش باب ۲۱) چنانچہ آپؑ حضرت ہاجرہؑ اور اُس کے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر (اسلامی روایات کے مطابق) مکّہ کی طرف گئے۔ وہاں پہنچ کر آپؑ نے ایک تھیلی کھجوروں کی اور ایک مشکیزہ پانی کا اُن کے پاس رکھا اور خود واپس آگئے۔ ابھی وہاں زمزم کا چشمہ نہیں نکلا تھا اور اس بے آب و گیاہ وادی میں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ قافلے بھی پیاس کی وجہ سے وہاں سخت تکلیف اٹھاتے تھے۔ حضرت ہاجرہؑ نے جب دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ اس بیابان میں اُنہیں اور اُن کے اکلوتے بیٹے کو چھوڑ کر واپس جا رہے ہیں تو آپ کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہنے لگیں ابراہیم تُو مجھے اور میرے بچے کو یہاں کس لئے چھوڑ چلے ہو۔ جہاں نہ کھانے کو کچھ ملتا ہے اور نہ پینے کے لئے پانی ہے۔ تم ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجوریں ہمیں دے چلے ہو یہ بھلا کتنے دن جائیں گی۔ اس کے بعد ہم کیا کریں گے؟۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس نظارہ کی وجہ سے کہ آپ اپنا بڑا اور اکلوتا بیٹا جو بُڑھاپے میں پیدا ہوا تھا جبکہ آپؑ کی عمر سو سال تھی بیابان میں چھوڑ کر جا رہے ہیں، رقّت آگئی۔ آپ نے سمجھا کہ اگر میں نے ہاجرہ کو زبان سے جواب دیا تو میری آواز بھرّا جائے گی اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں گے اس لئے آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا دیا جس کا مطلب تھا کہ ہاجرہ! مَیں تجھے اور تیرے بیٹے کو کسی سنگدلی کی وجہ سے یہاں نہیں چھوڑ رہا بلکہ مجھے ایسا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ حضرت ہاجرہؑ نے آپؑ کی بات کو سمجھ لیا اور کہا: اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا ۔ اگر آپؑ ہمیں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت یہاں چھوڑ چلے ہیں تو ہمیں کوئی فکر نہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کریگا ۔ یہ کہہ کر حضرت ہاجرہؑ اس جگہ واپس آگئیں جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹایا تھا اور ایک دفعہ بھی پیچھے مُڑ کر نہیں دیکھا۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام درد و غم کی وجہ سے بار بار مُڑ کر دیکھتے جاتے تھے۔ گویا حضرت ہاجرہؑ نے جو صبر کا نمونہ دکھایا وہ حضرت ابراہیمؑ کے نمونہ سے بڑھ کر تھا۔ آپ تو بار بار مُڑ کر دیکھتے تھے لیکن حضرت ہاجرہؑ نے ایک دفعہ بھی مُڑ کر نہ دیکھا اور کہا اگر خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہمیں یہاں چھوڑ دیا جائے تو وہ خود ہماری حفاظت کرے گا۔ ہمیں کیا پرواہ ہے۔ چنانچہ آپ وہاں رہیں اور پھر اسی جگہ اللہ تعالیٰ نے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ پانی کا چشمہ نکل آنے کی وجہ سے قافلے آپ کی اجازت سے وہاں ٹھہرتے اور چشمہ کا پانی استعمال کرتے۔ بعد میں ایک قبیلہ وہاں آباد ہو گیا۔ اور اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنا سردار بنا لیا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں رسولِ کریم ﷺ جیسا عظیم الشان نبی پیدا ہوا۔

مسلمان عورتوں کی قربانیاں

تو دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بھی عورتوں نے مذہب کی خاطر بہت قربانیاں کی ہیں۔ کرشنؑ کے زمانہ میں بھی تبلیغ کا اہم کام کیا ہے اور اسلام کے ابتدائی دور میں بھی عورتوں نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور بعد میں بھی عورت کا حصہ بڑھتا چلا گیا۔ دیکھو جب رسول کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ کی سب سے پہلے امداد جس نے کی وہ ایک عورت ہی تھی۔ اسلام کی تبلیغ کے لئے سب سے پہلے روپے کی ضرورت تھی اور رسولِ کریم ﷺ کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ نے اپنی تمام دولت آپؐ کے سپرد کر دی اور کہا آپ جس طرح چاہیں اُسے استعمال کریں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی نوجوان دین کے لئے زندگی وقف کرتا ہے تو اُسے کوئی شخص اپنی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ماں باپ کہتے ہیں ہم اپنی لڑکی اُسے نہیں دیں گے، ہماری لڑکی کھائے گی کہاں سے؟ رسولِ کریم ﷺ تو بچپن سے ہی وقف زندگی تھے اور آپ کے پاس کوئی روپیہ بھی نہ تھا۔ حضرت خدیجہؓ جو ایک بڑی مالدار خاتون تھیں، بیوہ تھیں، ان سے کسی سہیلی نے کہا تم شادی کیوں نہیں کر لیتیں۔ انہوں نے کہا کس سے کروں؟ اگر کوئی دیانتدار آدمی مل جائے تو اس سے شادی کر لوں۔ اس نے کہا محمد (ﷺ) سے بڑھ کر دیانتدار اور کون ہے۔ تم نے خود اس کی دیانت کو دیکھ لیا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو شام کی طرف تجارتی مال دے کر بھیجا تھا اور اس سفر میں آپ کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے محسوس کیا تھا کہ یہ نفع منڈیوں کے حالات کی وجہ سے نہیں بلکہ امیرِ قافلہ کی نیکی اور دیانت کی وجہ سے ہے۔ آپ کے غلام میسرہ نے بھی آپؐ کے اس خیال کی تائید کی تھی۔ بہر حال رسولِ کریم ﷺ کی دیانتداری کا حضرت خدیجہؓ پر بڑا اثر تھا۔ جب اس نے آپ کو محمد رسولِ کریم ﷺ سے شادی کی تحریک کی تو آپ نے فرمایا اگر وہ راضی ہو جائیں تو میں اُن سے شادی کر لُوں گی۔ اس وقت رسولِ کریم ﷺ کی عمر 25 سال تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 سال کی تھی گویا آپ حضرت خدیجہؓ سے پندرہ سال چھوٹے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کی اس سہیلی نے جس نے شادی کی تحریک کی تھی کہا۔ اگر آپ اجازت دیں تو مَیں اس بارہ میں کسی سے بات کروں۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا میں راضی ہوں اور میری طرف سے تمہیں اس بارہ میں بات کرنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ وہ عورت حضرت خدیجہؓ کے

رشتہ داروں کے پاس گئی۔ انہوں نے کہا اگر محمد ﷺ راضی ہو جائے تو ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں۔ پھر وہ عورت رسولِ کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے دریافت کیا کہ آپؐ شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپؐ نے فرمایا میرے پاس کوئی مال نہیں ہے جس سے مَیں شادی کروں۔ اُس نے کہا اگر یہ مشکل دُور ہو جائے تو پھر۔ آپؐ نے فرمایا وہ کون عورت ہے؟ اس نے کہا وہ خدیجہؓ۔ آپؐ نے فرمایا مَیں اس تک کس طرح پہنچ سکتا ہوں؟ اس نے کہا یہ میرے ذمہ رہا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے منظور ہے۔ تب حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے چچا کی معرفت شادی کا پختہ فیصلہ کرلیا اور آپؐ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوگئی۔

شادی کے بعد جب حضرت خدیجہؓ نے محسوس کیا کہ آپؐ کا حساس دل ایسی زندگی میں کوئی خاص لطف نہیں پائے گا کہ آپؐ کی بیوی مالدار ہو اور آپؐ اس کے محتاج ہوں تو انہوں نے ارادہ کرلیا کہ وہ اپنی تمام دولت آپؐ کی خدمت میں پیش کردیں گی تاکہ جب اور جیسے آپؐ چاہیں اُسے خرچ کرسکیں۔

چنانچہ انہوں نے رسولِ کریم ﷺ سے کہا۔ میرے چچا کے بیٹے! (اس وقت آپ ابھی رسالت کے منصب پر فائز نہیں ہوئے تھے اور عرب میں قاعدہ ہے کہ جب بیویاں اپنے خاوندوں کو مخاطب کیا کرتی ہیں تو چچا کے بیٹے کہا کرتی ہیں) مَیں اپنا سارا مال اور غلام آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ آپ میری دلجوئی کریں اور میری اس پیشکش کو قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا: خدیجہ! منہ سے بات کہہ دینا آسان ہوتا ہے مگر بعد میں اس پر قائم رہنا مشکل ہوتا ہے۔ تمہیں پتہ ہے مَیں غلامی کا سخت مخالف ہوں اور تمہارے غلام ہیں۔ اگر تم نے وہ سارے غلام میرے سپرد کردیئے تو مَیں انہیں فوراً آزاد کردوں گا۔ اس زمانہ میں بڑی جائیداد غلام ہی ہوتی تھی۔ آپؐ نے فرمایا خدیجہ! اگر مَیں نے تمہارے سب غلاموں کو آزاد کردیا تو تم خفا تو نہیں ہوگی اور اپنے عہد پر قائم رہوگی۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا آپؐ جس طرح چاہیں کریں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مَیں آپ کی خوشی میں ہی اپنی خوشی محسوس کرتی ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے خانہ کعبہ میں لوگوں کو جمع کیا اور اعلان کیا کہ اے لوگو! گواہ رہو آج خدیجہ نے اپنا سارا مال مجھے دے دیا ہے۔ مجھے اختیار دیا ہے کہ مَیں جیسے چاہوں استعمال کروں۔ سو آج مَیں نے اس کے سب غلام آزاد کردیئے ہیں۔ اب وہ جہاں چاہیں جاسکتے ہیں۔ گویا جب رسولِ کریم ﷺ کو اپنے مشن کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی تو اس وقت وہ روپیہ ایک عورت نے ہی آپؐ کو مہیا کیا۔

پھر آپؐ کو عبادت کا شوق ہوا تو آپؐ شہر سے تین چار میل دُور ایک پہاڑی کی چوٹی پر پتھروں کی بنی ہوئی ایک چھوٹی سی غار میں جسے حراء کہتے ہیں عبادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ حضرت خدیجہؓ آپ کو تین چار دن کے لئے کھانا دے دیتیں جو ستوؤں اور کھجوروں پر مشتمل ہوتا تھا۔ جب وہ ختم ہو جاتا تو آپؐ واپس آتے اور حضرت خدیجہؓ پھر تین چار دن کی خوراک دے دیتیں اور آپؐ حراء میں واپس تشریف لے جاتے۔

پھر جب آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ بہت گھبرائے۔ آپ نے خیال کیا کہ انسان چاہے کتنی بھی کوشش کرے خدا تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مَیں بھی خدا تعالیٰ کے حق کو ادا نہ کرسکوں اور اس طرح اس کی ناراضگی کا مورد بنوں۔ آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس آگئے اور فرمایا۔ خدیجہ! آج جبرائیلؑ آیا ہے اور اس نے مجھے خدا تعالیٰ کا حکم دیا ہے کہ جاؤ اور ساری دنیا کو خدائے واحد کی تبلیغ کرو۔ لیکن مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ سے اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ اس بات کو سنتے ہی فوراً حضرت خدیجہؓ نے کہا۔ میرے چچا کے بیٹے! آپؐ گھبراتے کیوں ہیں۔ کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ وَ تَکْسِبُ المعدومَ وَ تَقْرِی الضَّیْفَ وَ تُعِیْنُ عَلیٰ نَوَائِبِ الحَقِّ۔

(بخاری باب بدء الوحی)

خدا کی قسم یہ کلام خدا تعالیٰ نے اس لئے آپؐ پر نازل نہیں کیا کہ آپ ناکام و نامراد ہوں اور خدا تعالیٰ آپ کو رُسوا کر دے۔ خدا تعالیٰ ایسا کب کرسکتا ہے۔ آپ تو وہ ہیں کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں اور بے یارو مددگار لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ اخلاق جو ملک سے مِٹ چکے ہیں وہ آپؐ کی ذات کے ذریعہ دنیا میں دوبارہ قائم ہو رہے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور سچّی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ کیا ایسے انسان کو خدا تعالیٰ کسی ابتلاء میں ڈال سکتا ہے۔ اس نے اگر آپؐ پر کلام نازل کیا ہے تو اس لئے نہیں کہ آپؐ کو کسی دُکھ میں ڈالے بلکہ اس لئے نازل کیا ہے کہ وہ آپؐ کی عزّت بڑھائے۔

پھر سب سے پہلے جو آپؐ کے دعویٰ پر ایمان لائیں وہ حضرت خدیجہؓ ہی تھیں۔ گویا رسولِ کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ایک عورت ہی تھی۔ مؤرخین نے اس بات پر بہت بحث کی ہے کہ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا۔ بعض نے کہا ہے سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ تھیں۔ بعض نے حضرت ابوبکرؓ کو پہلا مسلمان قرار دیا ہے اور شیعہ حضرت علیؓ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ محققین نے لکھا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ جواں سال مردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے ایمان لائے۔ بچوں میں سے حضرت علیؓ کو سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی اور غلاموں میں سے حضرت زیدؓ پہلے ایمان لائے۔ بہرحال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں پہلا مالی بوجھ اُٹھانے والی ایک ہی عورت تھی جس نے رسول کریم ﷺ کی اس قدر خدمت کی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کی خدمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اُن کی محبت وفات کے بعد رسول کریم ﷺ کے دل میں جوش مارتی رہی۔ جب بھی کوئی بات ہوتی تو آپؐ فرماتے خدیجہؓ نے یوں کہا تھا۔ خدیجہؓ یوں کیا کرتی تھی اور اس کی وجہ سے آپؐ کی نوجوان بیویاں چِڑ جایا کرتی تھیں مثلاً حضرت عائشہؓ جوان تھیں اور پھر آپؐ کی خدمت بھی کیا کرتی تھیں۔ جب بات بات پر آپؐ حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرماتے تو وہ بعض دفعہ چِڑ جایا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہو گیا ہے!؟ خدیجہؓ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو جوان اور خدمت کرنے والی بیویاں دی ہیں مگر پھر بھی آپؐ ہر وقت اُسی بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا! عائشہؓ تجھے معلوم نہیں خدیجہؓ نے میرا ساتھ کس وفاداری کے ساتھ دیا تھا۔ ہر مصیبت میں اس نے میرا ساتھ دیا اور ہر مشکل کے وقت اس نے میرے لئے قربانی کی۔ کیا مَیں اُسے بھول سکتا ہوں۔ تمہارا مقام اپنی جگہ ہے۔ اس نے میری اس وقت خدمت کی جب ساری دنیا مجھے چھوڑ چکی تھی۔ وہ میرے دشمنوں کے مقابلہ میں میرے ساتھ پہاڑ بن کر کھڑی رہی۔

پھر حضرت خدیجہؓ کی خدمات کا رسول کریم ﷺ پر اس قدر اثر تھا کہ ایک دفعہ ان کی بہن ملنے کے لئے آئیں۔ اُن کی آواز حضرت خدیجہؓ کی آواز سے ملتی تھی۔ ان کی آواز جب رسول کریم ﷺ کے کان میں پڑی تو آپؐ کو یوں معلوم ہوا کہ گویا یا خدیجہؓ آگئی ہیں۔ تاریخ میں آتا ہے کہ آپؐ اس کی آواز سن کر بے قرار ہوگئے اور اس بے کلی کی حالت میں فرمانے لگے۔ ہائے میری خدیجہؓ، ہائے میری خدیجہؓ۔ یعنی میری خدیجہؓ کہاں سے آگئی!۔ لوگوں نے کہا! یا رسول اللہ! خدیجہؓ کو تو فوت ہوئے کئی سال گذر چکے ہیں۔ یہ ان کی بہن ہے۔ اب دیکھ لو! حضرت خدیجہؓ کی وفات کے پندرہ سولہ سال بعد بھی ان کی آواز کے ساتھ مِلتی جُلتی آواز سن کر رسول کریم ﷺ کا بے تاب ہو کر ہائے میری خدیجہؓ کہہ اُٹھنا اس بات کی کتنی واضح دلیل ہے کہ ان کی خدمات کا آپؐ کے دل پر گہرا اثر تھا اور وہ لمبا عرصہ گذر جانے کے باوجود بھی آپؐ کے دل سے محو نہیں ہوا تھا۔ تو اسلام کی ابتدا میں بھی عورتوں نے ہی زیادہ خدمات کی ہیں۔

جب آپؐ نے دعویٰ نبوّت کیا تو سارے مکّہ والے آپؐ کے مخالف ہوگئے۔ اس وقت آپؐ کو کہیں پناہ ملتی تھی تو آپؐ کی پھوپھی کی لڑکی اُمّ ہانی کے گھر ملتی تھی۔ پرانے صحابہؓ کہا کرتے تھے کہ ہم اُمّ ہانی کے گھر جا کر رسولِ کریم ﷺ سے دین سیکھا کرتے تھے۔ غرض پہلی ہستی جس نے آپؐ کی مالی خدمت کی اور غارِ حراء میں عبادت کے زمانہ میں آپؐ کو کھانا وغیرہ باقاعدگی سے پہنچایا وہ ایک عورت ہی تھی۔ اور دعویٰ نبوت کے بعد جب سارا مکّہ آپؐ کا مخالف ہوگیا تھا تو جس نے آپؐ کو پناہ دی وہ عورت ہی تھی۔

پھر تیسرا نازک ترین وقت آنحضرتؐ کی زندگی میں وہ آیا جب عرب کے تمام قبائل نے متحد ہو کر ایک بڑا لشکر مدینہ پر چڑھائی کے لئے بھیجا۔ اس وقت مدینہ کے بعض یہودی قبائل بھی جو بظاہر مسلمانوں کے حلیف تھے دشمن کے ساتھ مل گئے تھے۔ اس وقت بھی ایک عورت ہی تھی جس نے ہمت سے کام لیا اور دشمن کے حملہ کو ناکام کردیا۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اس موقع پر مدینہ کے یہودی بھی مشرکینِ مکّہ کے ساتھ مل گئے تھے اور باہر سے بیس سے چوبیس ہزار کے درمیان تعداد میں دشمن کا لشکر حملہ آور ہو رہا تھا۔ اس کے مقابلہ میں جو مسلمان تھے اُن کی تعداد صرف بارہ سو تھی۔ جب رسولِ کریم ﷺ کو یہودیوں کی غدّاری کا علم ہوا تو چونکہ مستورات ان یہودیوں کے اعتبار پر اس علاقہ کی طرف رکھی گئی تھیں جدھر یہودی قبائل کے قلعے تھے اور اب وہ بغیر حفاظت کے تھیں۔ اس لئے رسولِ کریم ﷺ نے ان کی حفاظت ضروری سمجھی اور بارہ سَو کے قریب لشکر میں سے پانچ سَو سپاہیوں کو عورتوں کی حفاظت کے لئے مقرر فرمادیا۔ لیکن اس سے پہلے تمام عورتیں غیر محفوظ تھیں۔ ایک دن دشمن نے شدید حملہ کیا جس کی وجہ سے رسولِ کریم ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ اطمینان سے نماز بھی نہ پڑھ سکے دشمن سامنے سے حملہ کررہا تھا اور یہودی اس بات کی تاڑ میں تھے کہ کوئی موقع مل جائے تو بغیر مسلمانوں کے شبہات کو ابھارنے کے وہ مدینہ کے اندر گُھس کر مسلمان عورتوں اور بچوں کو قتل کردیں۔ چنانچہ ایک دن یہودیوں نے ایک جاسوس بھیجا تاکہ وہ معلوم کرے کہ عورتیں اور بچے اکیلے ہی ہیں یا خاصی تعداد سپاہیوں کی ان کی حفاظت کے لئے مقرر ہے۔ جس خاص احاطہ میں خاص خاص خاندانوں کو جن کو دشمنوں سے زیادہ خطرہ تھا جمع کردیا گیا تھا۔ اس کے پاس اس جاسوس نے منڈلانا شروع کردیا اور چاروں طرف دیکھنا شروع کیا کہ آیا مسلمان سپاہی اردگرد کہیں پوشیدہ تو نہیں۔ وہ اس تاڑ میں ہی تھا کہ رسولِ کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے اسے دیکھ لیا۔ اتفاقاً اس وقت ایک ہی مسلمان وہاں تھا جو بیمار اور کمزور دل تھا۔ حضرت صفیہؓ نے اسے کہا کہ یہ آدمی دیر سے عورتوں کے علاقہ میں پھر رہا ہے اور چاروں طرف دیکھتا پھرتا ہے۔ یہ یقیناً جاسوس ہے تم اس کا مقابلہ کرو۔ لیکن اس کمزور دل اور بیمار صحابی نے مقابلہ کرنے سے انکار کردیا اور کہا مجھے ڈر آتا ہے۔ تب حضرت صفیہؓ نے خود ایک چوب اتاری اور اس جاسوس کی نظر بچا کر اس زور سے اسے ماری کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب وہ یہودی بے ہوش ہو کر گرا تو وہ ننگا ہو گیا۔ حضرت صفیہؓ نے اس صحابی سے کہا اب ذرا اس پر کپڑا تو ڈال دو۔ لیکن اس صحابی کا دل بہت کمزور تھا وہ پھر کہنے لگا۔ مجھے ڈر آتا ہے کہ کہیں یہ شخص زندہ ہی نہ ہو اور مجھے مار نہ دے۔ آخر کار حضرت صفیہؓ نے ہی جُرأت کی۔ آپ اپنی آنکھوں پر کپڑا ڈال کر ایک طرف سے گئیں اور اس یہودی پر کپڑا ڈالا اور اس کے بعد اس کی مشکیں کس دیں۔

پھر جب جنگِ اُحد کے موقع پر دشمن کا ایک ریلہ آیا اور مسلمان لشکر کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ رسول کریم ﷺ کے پاس سے دور تک دھکیل دیئے گئے اور صرف چند مسلمان آپؐ کے پاس رہ گئے۔ اس وقت دشمن کی طرف سے کچھ پتھر رسول کریم ﷺ پر خود لگے۔ جس کی وجہ سے خود کا کیل آپ کی پیشانی میں گُھس گیا اور آپ بیہوش ہوکر مسلمانوں کی لاشوں پر گِر پڑے۔ اس کے بعد بعض اور مسلمانوں کی لاشیں آپؐ کے جسم مبارک پر گریں اور مسلمانوں نے سمجھا کہ آپؐ شہید ہوگئے ہیں۔ اس وقت بھی مسلمان عورتیں ہی تھیں جنہوں نے اپنی وفاداری کا ایسا ثبوت پیش کیا جس کی مثال دُنیا میں ملنی مشکل ہے۔

اُحد کا میدان مدینہ سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب مدینہ میں رسول کریم ﷺ کی شہادت کی خبر پہنچی تو عورتیں بے تحاشا روتی اور بلبلاتی ہوئی شہر سے باہر نکل آئیں اور میدانِ جنگ کی طرف دوڑ پڑیں۔ اکثر عورتوں کو رستہ میں آپ کی سلامتی کی خبر مل گئی اور وہ وہیں ٹھہر گئیں۔ مگر ایک عورت دیوانہ وار اُحد تک جا پہنچی۔ اس عورت کا خاوند، بھائی اور باپ اُحد میں مارے گئے تھے اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا۔ جب وہ مسلمان لشکر کے قریب پہنچی تو اس نے ایک صحابی سے دریافت کیا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ چونکہ خبر دینے والا رسول کریم ﷺ کی طرف سے مطمئن تھا اس لئے اس نے اس عورت سے کہا۔ بی بی افسوس ہے کہ تمہارا باپ اس جنگ میں مارا گیا۔ اس پر اُس عورت نے کہا تم عجیب ہو مَیں پوچھتی ہوں کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ اور تم یہ خبر دیتے ہو کہ تیرا باپ مارا گیا ہے۔ اس پر اس صحابی نے کہا۔ بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا خاوند بھی مارا اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے پھر کہا۔ مَیں نے تم سے اپنے خاوند کے متعلق دریافت نہیں کیا۔ مَیں یہ پوچھتی ہوں کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ اِس پر اُس صحابی نے اُسے پھر کہا۔ بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا بھائی بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس عورت نے بڑے جوش سے کہا۔ مَیں نے تم سے اپنے بھائی کے متعلق دریافت نہیں کیا۔ مَیں تو تم سے رسول کریم ﷺ کے متعلق پُوچھ رہی ہوں۔ تم یہ تو بتاؤ کہ آپؐ کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا کہ اُسے اپنے باپ، بھائی اور خاوند کی موت کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ صرف رسول کریم ﷺ کی خیریت دریافت کرنا چاہتی ہے تو وہ اس کے سچّے جذبات کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا بی بی! رسول کریم ﷺ تو خیریت سے ہیں۔ اس پر اُس نے کہا مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ پھر دوڑتی ہوئی اُس طرف گئی جہاں رسول کریم ﷺ کھڑے تھے اور وہاں پہنچ کر رسول کریم ﷺ کے سامنے دوزانو ہو کر آپؐ کا دامن پکڑ کر کہنے لگی۔ یارسول اللہ ﷺ! میری ماں اور باپ آپؐ پر قربان ہوں جب آپؐ سلامت ہیں تو کوئی مَرے مجھے کیا پرواہ ہے۔ مجھے تو صرف آپؐ کی زندگی کی ضرورت تھی۔ اگر آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کسی اور کی وفات کا فکر نہیں۔ اب دیکھو اس عورت کو رسول کریم ﷺ سے کس قدر عشق تھا۔ لوگ اسے یکے بعد دیگرے باپ، بھائی، اور خاوند کی وفات کی خبر دیتے چلے گئے۔ لیکن وہ جواب میں ہر دفعہ یہی کہتی چلی گئی کہ مجھے بتاؤ رسولِ کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ غرض یہ بھی ایک عورت ہی تھی جس نے رسولِ کریم ﷺ سے اس قدر عشق کا مظاہرہ کیا۔

پھر اسی قسم کی فدائیت کی ایک اور مثال بھی تاریخوں میں ملتی ہے۔ جب رسولِ کریم ﷺ احد کے میدان سے واپس تشریف لائے تو مدینہ کی عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کے لئے نکل آئے۔ رسولِ کریم ﷺ کی اُونٹنی کی باگ ایک پُرانے اور بہادر انصاری صحابی سعدؓ بن معاذ نے پکڑی ہوئی تھی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور نمازوں کی طرف توجہ صرف عارضی اور رمضان کے دوران ہی نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہے۔

واقفین نو بچوں کے والدین کو خصوصاً اور ہر احمدی کو عموماً یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی اولاد سے نوازے جو حقیقت میں دین کی خادم بننے والی اور صالحین میں شمار ہو۔

خود بھی ماں باپ کی خدمت کریں اور بچوں کی بھی اس طرح تربیت کریں کہ وہ اپنی ماؤں کی خدمت کرنے والے ہوں۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات وارشادات میں مذکور بعض دعاؤں کا تذکرہ اور احباب جماعت کو ان دعاؤں کے کرنے کی تاکید۔)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 13 ر اکتوبر 2006ء بمطابق 13 ر اخاء 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج بھی میں قرآن کریم کی متفرق دعائیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ یہ جو رمضان کا مہینہ جا رہا ہے اور اب ہم آخری عشرے میں قدم رکھ رہے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ قبولیت دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر دکھاتا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو اپنے خاص قرب اور قبولیت سے نوازتا ہے۔ تو ایک احمدی کو ان خاص دنوں میں اور خاص وقت سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور جہاں ہم اپنی زبان میں اپنے لئے دعائیں کرتے ہیں، اپنے بیوی بچوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اپنے عزیزوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں وہاں وہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہیں یا جو دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں اور جن کو سب سے بڑھ کر قبولیت کا درجہ حاصل ہوا۔ آپ ہی تھے جن کو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کے سب سے زیادہ آداب اور صحیح طریق آتے تھے۔ یا پھر جماعت میں رائج بعض ایسی دعائیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اس کے بتائے ہوئے راستے اختیار کرتے ہوئے اپنے لئے بھی، اپنے عزیزوں کے لئے بھی، اولاد کے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی دعائیں کرنے کی توفیق پانے والے ہوں اور ہماری یہ دعائیں قبولیت کا درجہ پانے والی بھی ہوں۔ ہماری ان دعاؤں کا سلسلہ عارضی اور رمضان کے بعد ختم ہونے والا نہ ہو یا اپنے مقصد کو جس کے لئے دعائیں کی جا رہی ہیں حاصل کرنے کے بعد ہم دعائیں کرنی بند نہ کر دیں۔ یہ نہ ہو کہ جب ہم مشکل میں ہوں تو دعائیں کرنے والے اور بے چین ہو ہو کر دعا کے لئے خط لکھنے والے ہوں (بعض لوگ مجھے خط لکھتے ہیں) اور جب اللہ تعالیٰ اس مشکل سے نکال دے تو پھر نمازوں کا بھی خیال نہ رہے۔ ایک احمدی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوا ہے اس طرز پر نہیں چلنا، اس طرز پر اپنی زندگی نہیں گزارنی کہ کام نکل گیا تو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے، رمضان ختم ہو گیا تو نمازوں اور دعاؤں کی طرف توجہ نہ رہی۔ ہماری دعائیں ہمیشہ اور مستقل رہنے والی دعائیں ہونی چاہئیں، ہر دن ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور قبولیت دعا پر یقین میں بڑھاتے چلے جانے والا ہونا چاہئے۔ احمدی کے قدم نیکیوں میں ایک جگہ رک نہیں جانے چاہئیں۔ بلکہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات کے مضمون کو سمجھتے ہوئے، نیکیوں کو سمجھتے ہوئے نیکیوں میں آگے سے آگے قدم بڑھانے والا ہونا چاہئے۔ ہر معاملے میں نظر اللہ تعالیٰ کی طرف ہونی چاہئے کیونکہ مومن وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے انعاموں پر بھی اور اللہ تعالیٰ کے احسانوں پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکنے والا ہونا چاہئے اور اگر کوئی امتحان آئے تو تب بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ہی جھکنا چاہئے۔ ایک مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ جس طرح وہ کہتے ہیں نا فصلی بٹیرے یا فصلی کوّے کہ جب فصل ہوتی ہے تو نیچے آ جاتے ہیں، اس کی طرح صرف غرض پر ہی اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینی ہے یا رمضان میں تو اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کر لی اور اس کے بعد بھول جائیں کہ عبادتیں بھی فرض ہیں، اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے بھی ضروری ہیں۔ پس ہمیشہ ایک مومن کو شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو انعامات سے ہمیشہ نوازتا رہے۔

اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا سے حصہ پانے والے ہوں جس میں آپ نے فرمایا کہ میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا وارث بننے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور نمازوں کی طرف توجہ صرف عارضی اور رمضان کے دوران ہی نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم کبھی اس کی عبادت سے، اس کے حضور دعاؤں سے غافل نہ ہوں اور کبھی ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا کی طرف اس قدر جھک جائیں کہ دنیا کے کیڑے کہلائیں بلکہ ہمارا شمار ان لوگوں میں ہو جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جن کے نمونے سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے در اصل دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ پس جب ہماری یہ حالت ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ہمارے لئے ہر حال میں سکینت کے سامان پیدا فرمائے گا، اپنے فضلوں سے بھی نوازتا رہے گا اور ہماری دعائیں بھی قبولیت کا درجہ پاتی رہیں گی۔

اب جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ میں آج متفرق دعائیں آپ کے سامنے رکھوں گا، چند دعائیں پیش کرتا ہوں۔ جو سب سے پہلی دعا میں نے لی ہے وہ نیک اعمال بجا لانے کی توفیق حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کی دعا ہے۔ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ (سورۃ النمل: 20) اے میرے رب! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جو تجھے پسند ہوں اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

انسان نیکیوں کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بھی اس کی دی ہوئی توفیق سے ہی ملتا ہے۔ جن لوگوں کو دعاؤں کا فہم و ادراک نہیں، جن لوگوں کو خدا کی قدرتوں کا صحیح فہم نہیں وہ اگر کوئی کامیابی حاصل کر لیں تو وہ اس کو اپنی صلاحیتوں پر محمول کرتے ہیں، اپنے ہنر یا اپنی کوشش یا اپنے علم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن ایک نیک بندہ ہمیشہ ہر انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا

ہے کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے جس کی وجہ سے مجھے انعام ملا ہے اور اس پر میں تیرا شکر گزار ہوں اور اس شکر گزاری کے اظہار کے طور پر مزید تیرے آگے جھکتا ہوں، تو مجھے توفیق دے کہ ہمیشہ تیرا شکر گزار رہوں اور کبھی میرے سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو تجھے پسند نہ ہو۔ میرا شمار ہمیشہ نیکوکار لوگوں میں ہو، نیک کام کرنے والے لوگوں میں ہو، ایسے احمدیوں میں ہو جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ان کو دیکھ کر دوسروں کو خدا یاد آ جائے۔ دوسروں کو بھی توجہ پیدا ہو کہ نیکیاں کمانے کے لئے، خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہ نمونے حاصل کرنے چاہئیں، وہ طریق اختیار کرنے چاہئیں جو ایسے احمدی کے ہیں جن کو دیکھ کر لوگوں کو خدا یاد آتا ہے۔ ایک احمدی پر اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان اور انعام آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونا بھی ہے اور پھر آپ کی جماعت میں شامل ہو کر ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس انعام سے بھی نوازا ہے جس کا گزشتہ پندرہ سو سال سے مسلمان انتظار کر رہے ہیں اور جس کی عدم موجودگی کی وجہ سے، جس کے مسلمانوں میں قائم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے، تفرقہ پڑا ہوا ہے اور وہ آپس میں بکھرے ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے پاس حکومتیں بھی ہیں، تیل کی دولت بھی ہے، دوسرے قدرتی وسائل بھی ہیں لیکن غیروں نے ان کو اپنا زیرنگیں کیا ہوا ہے۔ ہر ملک کا دوسرے ملک کے خلاف ایسا رویہ ہوتا ہے کہ جس طرح دو دشمنوں کا ہے، رنجشیں ہیں، مسلمان ملکوں میں آپس میں رنجشیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں، ہر فرقہ دوسرے فرقے کی گردنیں مارنے پر ہر وقت تیار بیٹھا ہے، ایک دوسرے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، علماء مسلمانوں کی غلط رہنمائی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں اتنی خوبصورت تعلیم دی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی یہ حالت کیوں بنی ہوئی ہے؟ صرف اس لئے کہ آنے والے مسیح و مہدی کے انکاری ہیں۔ پس ایک احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر شکر گزار ہونا چاہئے کہ آج دنیا میں ایک احمدی کی پہچان مختلف رنگ میں ہے۔ احمدی جہاں بھی، جب بھی شرفاء میں تعارف حاصل کرتا ہے اور اسلام کی تعلیم کے صحیح پہلو سامنے رکھتا ہے تو ہر جگہ اس کی عزت کی جاتی ہے۔ پس اس عزت اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر احمدی کو شکر گزار ہونا چاہئے اور یہ شکر گزاری اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر مزید نیکیوں کی توفیق بھی دیتی ہے اور نیک اعمال پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے معیار مزید بڑھانے میں مدد دیتے ہیں اور اس طرح ایک سچے احمدی کا محور صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات رہ جاتا ہے جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو نیک اعمال بجالانے اور شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر دوسری دعا جو میں نے لی ہے یہ اولاد کے بارے میں ہے۔ ہر مرد عورت کی جب شادی ہوتی ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے اولاد ہو۔ اگر شادی کو کچھ عرصہ گزر جائے اور اولاد نہ ہو تو بڑی پریشانی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ مجھے بھی احمدیوں کے کئی خط روزانہ آتے ہیں جن میں اس پریشانی کا اظہار ہوتا ہے، دعا کے لئے کہتے ہیں۔ لیکن ایک احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اولاد کی خواہش ہمیشہ اس دعا کے ساتھ کرنی چاہئے کہ نیک صالح اولاد ہو جو دین کی خدمت کرنے والی ہو اور اعمال صالحہ بجالانے والی ہو۔ اس کے لئے سب سے ضروری بات والدین کے لئے یہ ہے کہ وہ خود بھی اولاد کے لئے دعا کریں اور اپنی حالت پر بھی غور کریں۔ بعض ایسے ہیں جب دعا کے لئے کہیں اور ان سے سوال کرو کہ کیا نمازوں کی طرف تمہاری توجہ ہوئی ہے، دعائیں کرتے ہو؟ تو پتہ چلتا ہے کہ جس طرح توجہ ہونی چاہئے اس طرح نہیں ہے۔ مَیں اس طرف بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ اولاد کی خواہش سے پہلے اور اگر اولاد ہے تو اس کی تربیت کے لئے اپنی حالت پر بھی غور کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ جب اولاد سے نوازے یا جو اولاد موجود ہے وہ نیکیوں پر قدم مارنے والی ہو اور قرۃ العین ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دعا حضرت زکریاؑ کے حوالے سے ہمیں سکھائی ہے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ (سورۃ آل عمران:39) کہ اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔ ایسی پاک نسل عطا کر جو تیری رضا کی راہوں پر چلنے والی ہو۔ اور جب انسان یہ دعا کر رہا ہو تو خود اپنی حالت پہ بھی غور کر رہا ہوتا ہے کہ کیا میں ان سارے حکموں پر عمل کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں؟

پھر ایک جگہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر ہے، فرمایا رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت: 101) اے میرے رب مجھے صالحین میں سے وارث عطا کر، مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما۔ پس جو والدین اولاد کے خواہشمند ہوں انہیں نیک اولاد کی خواہش کرنی چاہئے اور پھر اولاد کی تربیت بھی اس کے مطابق ہو اور جیسا کہ میں نے کہا اولاد کی تربیت کے لئے سب سے پہلے اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں۔

واقفین نو بچوں کے جو والدین ہیں انہیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے جس انعام سے نوازا تھا اس نے تو قربانی کا بھی اعلیٰ معیار قائم کر دیا۔ پس جو والدین اپنے بچوں کو وقف نو میں شامل کرتے ہیں انہیں خصوصاً اور دوسروں کو بھی، عام طور پر ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں ایسی اولاد سے نوازے جو حقیقت میں دین کی خادم بننے والی ہو، جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے والی ہو اور صالحین میں شمار ہو۔

اولاد کی اصلاح کے ضمن میں ایک اور قرآنی دعا اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ (سورۃ الاحقاف:16) کہ میرے بچوں کی بھی اصلاح فرما، کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے.......... ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں“ بڑی سخت مصیبتیں آ جایا کرتی ہیں تو اولاد کے لئے بہت دعا کرنی چاہئے۔ فرمایا ” تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔“ (الحکم جلد 12 نمبر 16 مورخہ 2/ مارچ 1908ء صفحہ 6، ملفوظات جلد پنجم صفحہ 456 جدید ایڈیشن)

پھر والدین کا وجود ہے، یہ ایسا وجود ہے کہ انسان تمام عمر بھی ان کے احسانوں کا بدلہ نہیں اتار سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ وہ جو کچھ بھی تمہارے ساتھ سلوک کریں، تمہارے سے سختی کریں، نرمی کریں، تم نے ہر حال میں ان سے نرمی اور محبت کا سلوک کرنا ہے۔ تم نے ان کی کسی بری لگنے والی بات پر بھی اُف تک نہیں کہنی۔ صبر سے ہر چیز کو برداشت کرنا ہے۔ ہمیشہ ان سے نرمی اور پیار کا معاملہ رکھنا ہے کیونکہ تمہارے بچپن میں ان کی جو تمہارے لئے قربانیاں ہیں تم ان کا احسان نہیں اتار سکتے۔ اور یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے لئے اس طرح دعا کیا کرو کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل: 25) کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی تھی۔

حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مٹی میں ملے اس کی ناک، مٹی میں ملے اس کی ناک۔ یہ الفاظ آپ نے تین دفعہ دہرائے۔ یعنی ایسا شخص قابل مذمت ہے، بڑا بدبخت اور بدقسمت ہے۔ لوگوں نے عرض کی کونسا شخص؟ تو آپ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا۔

(مسلم کتاب البر و الصلة باب رغم انف من ادرک ابويه)

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ جس نے رمضان پایا اور اپنے گناہ نہ بخشوائے اور والدین کو پایا اور اپنی بخشش کے سامان نہ کروائے۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب قول رسول الله رغم انف رجل)

آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر پوچھنے والے نے پوچھا، سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر تیسری دفعہ پوچھا آپ نے فرمایا تیری ماں اور چوتھی دفعہ پوچھنے پر فرمایا تیرا باپ۔

(بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبة)

تو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کے احسانوں کا ایک انسان بدلہ نہیں اتار سکتا لیکن دعا اور حسن سلوک ضروری ہے۔ اس سے کچھ حد تک آدمی اپنے فرائض کو ادا کر سکتا ہے اور اسی سے بخشش ہے۔

اس ضمن میں ایک بات یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جب معاشرے میں برائیاں پھیلتی ہیں تو پھر ہر طرف سے متاثر ہو رہے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ماں باپ کی طرف سے بھی شکائتیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ خود تو ماں باپ کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں جو بڑی اچھی بات ہے، کرنی چاہئے۔ لیکن اپنے بچوں کو اس طرح ان کی ماں کی خدمت کی طرف توجہ نہیں دلا رہے ہوتے جس کی وجہ سے پھر آئندہ نسل بگڑنے کا احتمال ہوتا ہے۔ تو آپ بھی ماں باپ کی خدمت کریں اور بچوں کی بھی اس طرح تربیت کریں کہ وہ اپنی ماؤں کی خدمت کرنے والے ہوں۔ اور بعض دفعہ جب ایک انسان بچوں کے سامنے اپنی بیوی سے بدسلوکی کر رہا ہوگا، اس کی بے عزتی کر رہا ہوگا تو عزت قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ماؤں کی عزت قائم کروانے کے لئے اور بچوں کی تربیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی بیویوں کی، اپنے بچوں کی ماؤں کی عزت کریں۔

اب مَیں بعض قرآنی دعائیں جن میں مخالفین کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی گئی ہے پیش کرتا ہوں۔ یہ دعائیں ہو سکتا ہے بعضوں کو یاد بھی ہوں لیکن بعض کو یاد نہیں ہوں گی۔ لیکن جب مَیں یہ دعائیں پڑھوں تو آپ لوگ میرے ساتھ پڑھتے جائیں یا آمین کہتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مخالفین کے شر سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور رحم فرمائے اور ہمیشہ اپنے پیار کی نظر ہم پر ڈالے، ثبات قدم عطا فرمائے۔ بعض جگہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جو احمدیوں کے لئے برداشت سے باہر ہوتے ہیں تو کبھی کسی احمدی کے لئے کوئی

ایسا موقع نہ آئے کہ جہاں وہ ٹھوکر کھانے والا ہو۔ ہمیشہ ہم میں سے ہر ایک ان برکتوں کا وارث بنتا رہے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کی ہیں۔

ایک دعا ہے رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ (سورة المومنون:27) اے میرے رب میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا۔ پھر رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (سورة التحریم:12) اے میرے رب میرے لئے اپنے حضور جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا لے اور مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات بخش۔ یہ وہ دعا ہے جو فرعون کی بیوی نے کی تھی۔ احمدیوں کے لئے تو بعض ملکوں میں بڑے شدید حالات ہیں۔ کئی فرعون کھڑے ہوئے ہیں۔

پھر ایک دعا ہے رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُالْفَاتِحِیْنَ (سورة الاعراف:90) اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (سورة القمر:11) میں یقیناً بہت مغلوب ہوں میری مدد کر۔ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورة الشعراء:119) پس میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما، مجھے اور میرے ساتھ ایمان والوں کو نجات عطا فرما۔

فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (سورة المائدہ:25) ہمارے درمیان اور فاسق قوم کے درمیان فرق کر دے۔ اس دعا کو بھی آجکل بہت پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی عقل دے اور مسلمان ملکوں میں جماعت کے لئے راستے کھولے تا کہ ان کو صحیح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچایا جا سکے اور اس راستے میں جو روکیں ہیں، جو سختیاں ہیں جو ان مسلمان کہلانے والوں نے احمدیوں پر روا رکھی ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو دور فرمائے۔

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ (سورة آل عمران:54) اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لے آئے جو تو نے اتارا اور ہم نے رسول کی پیروی کی۔ پس ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور یہ بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ ہمیں استقامت عطا فرمائے اور ہم ہمیشہ اس پر قائم رہیں۔

رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ (سورة المومنون:99,98) اے میرے رب میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے لے کر اب تک ہمیشہ شیطانوں نے وسوسے ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ مسلم امت میں جن لوگوں کے پاس منبر تھا، جو لوگ بظاہر نام نہاد دین کے علمبردار سمجھے جاتے تھے ان لوگوں نے امت کو ورغلانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے اور یہی لوگ ہیں جنہوں نے اس قسم کے وسوسے ڈال کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نفرتوں کی دیواریں کھڑی کی ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کے وسوسوں سے جو شیطانوں کا رول ادا کر رہے ہیں ہمیشہ پناہ مانگنی چاہئے۔

اب آنحضرت ﷺ کی بعض دعائیں ہیں۔ حضرت ابو بردہ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ جب کسی قوم کی طرف سے خوف محسوس کرتے تھے تو ان الفاظ میں دعا کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب ما یقول الرجل اذا خاف قوما) کہ اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ یعنی ہم ان کے شر سے تیری حفاظت میں آتے ہیں۔

ثبات قدم کے لئے، دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے یہ دعا سکھائی۔ شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ اے ام المومنین جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہوتے تھے تو ان کی اکثر دعا کیا ہوا کرتی تھی؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ (سنن ترمذی کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح بالید) اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم کر دے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کثرت سے دعائیں کیں کہ ہم کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہا۔ چنانچہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں مگر ہمیں تو ان دعاؤں میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسی دعا نہ بتادوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہے۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ یہ دعا کیا کرو اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (سنن ترمذی کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح بالید) اے اللہ! ہم تجھ سے اس خیر کے طالب ہیں جس خیر کے طالب تیرے نبی ﷺ تھے اور ہم ہر اس شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے پناہ طلب کی تھی اور اصل مددگار تو ہی ہے اور تجھ ہی سے ہم دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ تو ہم نیکی کرنے کی طاقت پاتے ہیں اور نہ ہی شیطان کے حملوں سے بچنے کی قوت۔

پھر ابو ہانی بتاتے ہیں کہ انہوں نے عبدالرحمٰن الحُبُلی سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے، وہ دونوں کہتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ تمام بنی نوع انسان کے دل خدائے رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ایک دل کی مانند ہیں، وہ اسے جیسا چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ (مسلم کتاب القدر باب تصریف الله تعالی القلوب کیف شاء) اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت میں پھیر دے۔ اطاعت سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام کی اطاعت بھی ہے۔ اس کے لئے خاص طور پر یہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

ظالموں کے ظلم سے نجات پانے کے لئے جو دعا آپ نے سکھائی اس کا ایک روایت میں ذکر آتا ہے۔ خالد بن عمران روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے لئے یہ دعائیں کئے بغیر مجلس سے کم ہی اٹھتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت یوں بانٹ جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور ایسی اطاعت کی توفیق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت تک پہنچا دے۔ اور تو ہمیں ایسا یقین عطا کر جس سے تو ہم پر دنیا کے مصائب آسان کر دے۔ اور تو ہمیں ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں اور ہماری قوتوں سے تب تک فائدہ اٹھانے کی توفیق دے جب تک تو ہمیں زندہ رکھے اور اسے ہمارا وارث بنا۔ اور ہمارے اوپر ظلم کرنے والے سے ہمارا انتقام لینے والا تو ہی بن۔ اور ہم سے دشمنی رکھنے والے کے مقابل پر ہماری مدد فرما۔ ہمارے مصائب ہمارے دین کی وجہ سے نہ ہوں۔ اور دنیا کمانا ہی ہماری سب سے بڑی فکر اور ہمارے علم کا مقصود نہ ہو۔ اور تو ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح بالید)

پھر حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میری مدد کر اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا اور میری نصرت کر اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا اور میرے حق میں تدبیر کر مگر میرے خلاف تدبیر نہ کرنا اور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان بنا دے اور مجھ پر زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد کر۔ اے اللہ مجھے اپنا بہت شکر کرنے والا، کثرت سے تیرا ذکر کرنے والا، تجھ سے بہت ڈرنے والا اور اپنا بے حد مطیع اور اپنی طرف جھکنے والا، بہت نرم دل اور جھکنے والا بنا دے۔ اے اللہ میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ دھو ڈال اور میری دعا قبول کر اور میری دلیل کو مضبوط بنا دے اور میری زبان کو درستگی بخش اور میرے دل کو ہدایت عطا کر اور میرے سینے کے کینے کو دور کر دے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

اب بعض دعائیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیں جو الہامی دعائیں ہیں۔ ان میں سے ایک دعا ہے "رَبِّ احْفَظْنِیْ فَاِنَّ الْقَوْمَ یَتَّخِذُوْنَنِیْ سُخْرَةً اے میرے رب میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے تو مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرا لیا۔" (بدر جلد 2 نمبر 48 مؤرخہ 29/ نومبر 1906ء صفحہ 3. الحکم جلد 10 نمبر 40 مورخہ 24/ نومبر 1906ء صفحہ 1۔ تذکرہ صفحہ 578 ایڈیشن چہارم)

پھر ستمبر 1906ء کا الہام ہے "رَبِّ لَا تُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔ اے میرے رب میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔" (بدر جلد 2 نمبر 37 مؤرخہ 13/ ستمبر 1906ء صفحہ 3، الحکم جلد 10 نمبر 31 مورخہ 10/ ستمبر 1906ء صفحہ 1. الحکم جلد 10 نمبر 32 مؤرخہ 17/ ستمبر 1906 صفحہ 1 .تذکرہ صفحہ 568 ایڈیشن چہارم)

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ غَالِبًا عَلٰی غَیْرِیْ۔ اے میرے رب مجھے میرے غیر پر غالب کر۔"

(بدر جلد 6 نمبر 32 مؤرخہ 8/ اگست 1907ء صفحہ 4، الحکم جلد 11 نمبر 28 مؤرخہ 10/ اگست 1907ء صفحہ 2)

"رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا طُعْمَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم کی خوراک نہ بنا۔" (البشریٰ مرتبہ حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ صفحہ 53. تذکرہ صفحہ 684 ایڈیشن چہارم)

"رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی، رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ، رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ، رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ، رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ

الْفَاتِحِیْنَ۔ (تحفہ بغداد، روحانی خزائن جلد 7صفحہ 25) اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تو کیونکر مردوں کو زندہ کرتا ہے، اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر، اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے، اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کردے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔"

"یَا رَبِّ یَارَبِّ انْصُرْ عَبْدَکَ وَاخْذُلْ اَعْدَائَکَ۔ اِسْتَجِبْنِیْ یَا رَبِّ اسْتَجِبْنِیْ۔ اِلَامَ یُسْتَہْزَأُبِکَ وَ بِرَسُوْلِکَ۔ وَ حَتَّامَ یُکَذِّبُوْنَ کِتَابَکَ وَیَسُبُّوْنَ نَبِیَّکَ۔ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا مُعِیْنُ۔(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5صفحہ 569) اے میرے رب اپنے بندہ کی نصرت فرما اور اپنے دشمن کو ذلیل ورسوا کر۔ اے میرے رب میری دعا سن اور اسے قبول فرما۔ کب تک تجھ سے اور تیرے رسول سے تمسخر کیا جائے گا اور کس وقت تک یہ لوگ تیری کتاب کو جھٹلاتے اور تیرے نبی کے حق میں بدکلامی کرتے رہیں گے۔ اے ازلی ابدی، اے مددگار خدا میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔

گزشتہ کچھ عرصے سے مغرب میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بارے میں یا قرآن کریم کے بارے میں یا اسلام کے بارے میں مستقل کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑتے رہتے ہیں۔ تو اس کے لئے ان دنوں میں خاص طور پر بہت دعا کریں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور ان کے شر سے بچائے۔

پھر الہام ہے "یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔ اِنَّ رَبِّیْ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ اے حیّ اے قیوم میں تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ یقیناً میرا رب آسمان اور زمین کا رب ہے۔"

(الحکم جلد 3نمبر 22 مورخہ 23/جون 1899ء صفحہ8۔ تذکرہ صفحہ297ایڈیشن چہارم)

امت مسلمہ کے لئے دعا کریں کہ "رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلدنمبر1صفحہ266۔تذکرہ صفحہ 37 ایڈیشن چہارم) اے میرے رب العزت امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔

پھر ایک ہے "اے ازلی ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا۔"

(بدر جلد 6نمبر14مورخہ4/اپریل1907ء۔الحکم جلد 11 نمبر12 مورخہ 10/اپریل1907صفحہ1۔تذکرہ صفحہ 600۔ ایڈیشن چہارم)

پھر مئی 1906ء کا الہام ہے "رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّ کَاذِبٍ۔ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔" (بدر جلد 2نمبر 23 مؤرخہ 7/ جون 1906ء۔ الحکم جلد 10نمبر 20مؤرخہ 10/ جون 1906ء صفحہ 1۔ حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد 22 صفحہ411 حاشیہ۔ تذکرہ صفحہ532ایڈیشن چہارم)

آجکل مختلف جگہوں پر دنیا میں مسلمان ملکوں میں مُلّاں بھی بڑا تیز ہوا ہوا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسے نازیبا اور گھٹیا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ ان کو سن کر سینہ چھلنی ہو جاتا ہے۔ یہ دعا بہت کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یا تو ان کو عقل دے یا پھر ایسا واضح فرق دکھلائے اور ان کو اپنے انجام تک پہنچائے کہ جو دوسروں کے لئے بھی عبرت بن جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اے ہمارے رب ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری آزمائشیں اور تکالیف دور کر دے اور ہمارے دلوں کو ہر قسم کے غم سے نجات دے دے اور ہمارے کاموں کی کفالت فرما اور اے ہمارے محبوب ہم جہاں بھی ہوں ہمارے ساتھ ہو اور ہمارے ننگوں کو ڈھانپے رکھ اور ہمارے خطرات کو امن میں تبدیل کر دے۔ ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا ہے۔ دنیا و آخرت میں تو ہی ہمارا آقا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اے رب العالمین میری دعا قبول فرما۔"

(ترجمہ از عربی عبارت۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

مسلمانوں کے جو بڑے بڑے علماء ہیں، سردار بنے پھرتے ہیں ان کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اے مسلمانوں کے شیوخ اور رہنماؤ گواہ رہو کہ میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے اس سے تمہارے لئے ہدایت طلب کرتا ہوں۔ اے میرے رب! اے میرے رب! میری قوم کے بارہ میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارہ میں میرے تضرعات کو سن۔ میں تیرے نبی خاتم النّبیّن و شفیع المذنبین (ﷺ) کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ اے میرے رب! انہیں ظلمات سے اپنے نور کی طرف نکال اور دوریوں کے صحراء سے اپنے حضور میں لے آ۔ اے میرے رب! ان لوگوں پر رحم کر جو مجھ پر لعنت ڈالتے ہیں اور اپنی ہلاکت سے اس قوم کو بچا جو میرے دونوں ہاتھ کاٹنا چاہتے ہیں۔ ان کے دلوں کی جڑوں میں ہدایت داخل فرما۔ ان کی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما۔ انہیں بخش دے اور انہیں معاف فرما۔ ان سے صلح فرما۔ انہیں پاک وصاف کر اور انہیں ایسی آنکھیں دے جن سے وہ دیکھ سکیں اور ایسے کان دے جن سے وہ سن سکیں اور ایسے دل دے جن سے وہ سمجھ سکیں اور ایسے انوار عطا فرما جن سے وہ پہچان سکیں۔ اور ان پر رحم فرما اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے درگزر فرما کیونکہ یہ ایسی قوم ہیں جو جانتے نہیں۔

اے میرے رب مصطفیٰ ﷺ کے منہ اور ان کے بلند درجات اور راتوں کے اوقات میں قیام کرنے والے مومنین اور دوپہر کی روشنی میں غزوات میں شریک ہونے والے نمازیوں اور جنگوں میں تیری خاطر سوار ہونے والے مجاہدین اور ام القریٰ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرنے والے قافلوں کا واسطہ! تو ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان صلح کروا۔ تو ان کی آنکھیں کھول دے اور ان کے دلوں کو منور فرما۔ انہیں وہ کچھ سمجھا جو تو نے مجھے سمجھایا ہے اور ان کو تقویٰ کی راہوں کا علم عطا کر۔ جو کچھ گزر چکا وہ معاف فرما۔ اور آخر میں ہماری دعا یہ ہے کہ تمام تعریفیں بلند آسمانوں کے پروردگار کے لئے ہی ہیں۔"

(ترجمہ از عربی عبارت۔آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 23,22)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنی دعائیں کی ہیں، اتنے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی ہے لیکن ان لوگوں کو سمجھ نہیں آتی، پھر بھی یہ قوم کو برائیوں اور بگاڑ کی طرف لیتے چلے جارہے ہیں۔ اس کے بعد تو اللہ تعالیٰ جو تقدیر چلاتا ہے اور جو اس کا منطقی نتیجہ نکلنا چاہئے وہ نکلے گا انشاء اللہ۔ لیکن ہمیں بہرحال دعا کرنی چاہئے، اگر ان کے لئے اصلاح مقدر ہے تو اللہ تعالیٰ جلد ان کی اصلاح فرمائے تاکہ یہ مزید گناہوں سے بچ جائیں اور قوم مزید بگڑنے سے محفوظ رہے۔ ورنہ ایسے لوگ جو سردار ہیں، جنہوں نے قوم میں تفرقہ پیدا کیا ہوا ہے ان کو پھر اللہ تعالیٰ خود نپٹے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعاؤں کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے جس طرح ابتداء میں دعا کے ذریعہ سے شیطان کو آدم کے زیر کیا تھا اسی طرح اب آخری زمانہ میں بھی دعا ہی کے ذریعہ سے غلبہ اور تسلط عطا کرے گا نہ تلوار سے۔ ہر ایک امر کے لئے کچھ آثار ہوتے ہیں اور اس سے پہلے تمہیدیں ہوتی ہیں۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ بھلا اگر ان کے خیال کے موافق یہ زمانہ ان کے دن پلٹنے کا ہی تھا اور مسیح نے آکر ان کو سلطنت دلانی تھی تو چاہئے تھا کہ ظاہری طاقت ان میں جمع ہونے لگتی، ہتھیار ان کے پاس زیادہ رہتے، فتوحات کا سلسلہ ان کے واسطے کھولا جاتا۔ مگر یہاں تو بالکل ہی برعکس نظر آتا ہے۔ ہتھیار ان کے ایجاد نہیں، ملک و دولت ہے تو اوروں کے ہاتھ ہے، ہمت و مردانگی ہے تو اوروں میں۔ یہ ہتھیاروں کے واسطے بھی دوسروں کے محتاج۔ دن بدن ذلت اور ادبار ان کے گرد ہے۔ جہاں دیکھو، جس میدان میں سنو انہیں کو شکست ہے۔ بھلا کیا یہی آثار ہوا کرتے ہیں اقبال کے؟ ہرگز نہیں۔ یہ بھولے ہوئے ہیں۔ زمینی تلوار اور ہتھیاروں سے ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ابھی تو ان کی خود اپنی حالت ایسی ہے اور بے دینی اور لامذہبی کا رنگ ایسا ہے کہ قابل عذاب اور مورد قہر ہیں۔ پھر ایسوں کو کبھی تلوار ملی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ان کی ترقی کی وہی سچی راہ ہے کہ اپنے آپ کو قرآن کی تعلیم کے مطابق بناویں اور دعا میں لگ جاویں۔ ان کو اب اگر مدد آوے گی تو آسمانی تلوار سے اور آسمانی حربہ سے، نہ اپنی کوششوں سے۔ اور دعا ہی سے ان کی فتح ہے، نہ قوت بازو سے۔ یہ اس لئے ہے کہ جس طرح ابتداء تھی انتہا بھی اسی طرح ہو۔ آدم اول کو فتح دعا ہی سے ہوئی تھی............ اور آدم ثانی کو بھی جو آخری زمانہ میں شیطان سے آخری جنگ کرنا ہے اسی طرح دعا ہی کے ذریعہ فتح ہوگی۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 191,190 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس آدم ثانی کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں حتی المقدور اپنی کوششیں کرنے والے بن سکیں۔

وصیت، خلافت، جنت

(ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ - امریکہ)

اس دنیا میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کو استعارۃً ظہورِ ہستیٔ باری تعالیٰ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپؐ روح الامین کے عالی مرتبہ پر فائز ہوئے۔ گویا خدا کے ساتھ اپنے وجود کو یوں ملا لیا کہ جس کا تصور کرنا بھی ایک عام انسان کے لئے محال ہے۔ آپؐ کی ذات ،صفاتِ باری تعالیٰ کی آئینہ دار تھی۔ اس خدائے واحد کی جس نے قرآن میں آپ کو ’’عبداللہ‘‘ کے نام سے موسوم فرمایا۔ یعنی خدا کا بندہ، وہ بندہ جس میں اپنے خدا کا عشق کمال کو پہنچ کر بنی نوع انسان کے لئے عشق کا بامِ عروج بننے کے ساتھ ساتھ کامل نمونہ بھی بن گیا۔

پھر آخری زمانہ آیا تو خدا کے اس بندہ کے غلامِ صادق کو اس دنیا میں بھیجا گیا۔ عبداللہ کا غلامِ کامل، غلام احمد۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے محبوب کے دین کے احیاءِ نو کے لئے دنیا میں بھیجا۔ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کے ساتھ دنیا میں جنت کا نزول ہوا ہے۔ یوں تو دنیا میں ایک نبی کی موجودگی بجائے خود دیدۂ بینا کے لئے دنیا کو جنت نظیر بنا دیتی ہے، مگر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہاماً اس بات کی خبر دینا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ ایک ایسے نظام کی بنیاد رکھوائے گا جو آپ کے دور میں موجود لوگوں اور ان کی نسلوں کو خدا تعالیٰ اور جنت سے قریب تر کرنے کا موجب ہوگا۔ اس للّٰہی نظام کی عمارت دو سنگ ہائے بنیاد پر استوار ہوئی، ایک الوصیت اور دوسرا خلافت۔ نظام وصیت مستقل مجاہدہ، قربانی اور تقویٰ کے حصول کی کوشش ہے جو انسان کو خلافت کی نعمت سے ہمکنار کرتی ہے۔ اور پھر خلافت، باہمی اتحاد، خدا تعالیٰ کی توحید اور قرب الٰہی کی منازل سے روشناس کراتی ہے۔ یوں یہ دونوں لازم وملزوم نظام انسان کے لئے جنت کے حصول کا باعث بنتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں نظامِ وصیت کی بنیاد رکھی، تا جماعت میں خلافت کا بابرکت نظام تا قیامت جاری رہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعثت کا عظیم الشان مقصد یہی تو تھا کہ وہ شریعت محمدیؐ کے احیائے نو کے ذریعہ اُمّتِ محمدیہ کو روحانی ترقی کے ان مدارج تک لے جائیں جہاں وہ کافور، تفجیر، زنجبیل اور سلسبیل کا لطف لیتے ہوئے روح القدس کے وارث بنتے ہوئے اَلسَّابِقُوْن اور اَلْمُقَرَّبُوْن کی منازل کو حاصل کرنے والے ہوں۔

قرآن مجید نے خلافت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا ہے جو ایمان لائے اور جو اعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے طفیل تمام بنی نوع انسان کو خلافت کی نعمت میسر آتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی خود کو اپنی مرضی سے اس نعمت سے محروم رکھ لے۔ پس جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت جاری فرمایا تو آپ اپنی جماعت کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃ کا مصداق دیکھنا چاہتے تھے تا آپ کی جماعت میں سے لوگ اس نظام میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے، قربانی اور فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات کے اعلیٰ نمونے قائم کریں اور یوں تمام بنی نوع انسان کو نظام خلافت کے قیام کی نعمت سے سرفراز کرنے کا موجب ہوں۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ﴾ (التوبۃ:111) کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس وعدہ کے ساتھ خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ پھر فرمایا کہ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ﴾ (آل عمران:93) تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیا میں سے خدا کے لئے خرچ نہ کرو۔

لفظ بِرَّ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ یہاں قربانی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کی طرف نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ یعنی محض کسی بھی چیز کی قربانی نہیں بلکہ ان اشیاء کی قربانی جو ہمیں بہت عزیز ہوں۔ نظام وصیت اس پاکیزہ تعلیم پر عمل پیرا ہونے کا راستہ دکھاتی ہے۔

سورۃ التکویر میں ﴿وَاِذَا الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ﴾ (التکویر: 14) ’’اور جب جنت کو قریب کر دیا جائے گا‘‘ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 26/اگست 1932ء کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک شاندار موقع دیا ہے۔ جنت تک رسائی ممکن ہوگئی ہے۔ نظام وصیت اس کی طرف لے جانے والا راستہ ہے۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد مواقع پر جماعت کو اپنی عبادات اور مالی قربانیوں کے معیار کو بہتر سے بہتر بنانے کی نصیحت فرماتے ہوئے نظام وصیت میں بھی بڑھ چڑھ کر شمولیت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضور نے جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کی شکل میں روحانی ترقیات کی ایک جامع راہ دکھائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو فرمایا تھا کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کا میدان خالی ہے۔ کوئی نہیں کو جو مقابلہ کرتا ہو۔ دیگر سب قومیں دنیا کے حصول کی دوڑ میں لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہوتا ہے، اس طرف کسی کی توجہ نہیں۔ پس افراد جماعت احمدیہ کے لئے اس نظام میں شمولیت ایک عظیم الشان بشارت ہے۔

نظام وصیت اور نظامِ خلافت کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کی مضبوطی اور استحکام کا موجب ہیں۔ نظام خلافت وہ پاکیزہ اور عالی شان نظام ہے جس سے وابستگی کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کے لئے فلاح کے دروازے کھلتے ہیں۔ خلافت خدا کے رحم کو جذب کرنے کا ذریعہ ہے، بنی نوع انسان کی حفاظت کی ضمانت ہے۔ خلافت ایک اجرِ عظیم ہے۔ نظام وصیت اس جنت کی کنجی ہے جسے اس دور میں انسان کے قریب کر دیا گیا ہے۔

دُعا کی اہمیت اور آداب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے تعلق کے لئے بہت سے سامان ہیں پھر بھی بہت سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ ان وسوسوں سے بچنے کے لئے ایک ذریعہ دُعا ہے۔ مثلاً تمہیں ایک خزانہ ایسا مل جاوے جس میں سے جب اور جو چیز چاہو مل جاوے...... پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہوتے تھے کہ فلاں دیو نے فلاں لڑکے کو ایک ایسی چیز دی جس میں سے جو چاہو نکل آتا تھا مگر یہ تو جھوٹ ہے۔ ہاں ایک خزانہ ایسا ہے جس میں ہاتھ ڈالیں تو جو چاہیں مل سکتا ہے۔ وہ خزانہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس خزانہ کے حاصل کرنے کا دروازہ دُعا ہے۔ دُعا کے ذریعہ سب کچھ مل سکتا ہے۔ دُعا بڑا زبردست آلہ ہے اور اس کے مقابل میں ہوا اور سمندر نہیں ٹھہر سکتے۔ ہم نے ہی نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے خط لکھا کہ مَیں چھ سال سے شادی کی کوشش کر رہا ہوں مگر ناکام ہوں آپ میرے لئے دعا کریں۔ مَیں نے اس کے لئے دعا کی تو مجھے معلوم ہوا کہ قبول ہوگئی۔ مَیں نے اس شخص کو خط لکھا۔ اس کا جواب آیا کہ جس وقت آپ کا خط آیا اُسی وقت یہاں کا ایک رئیس میرے گھر آیا اور کہا کہ میری لڑکی جوان ہے اور مَیں اس کی شادی تمہارے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔

پس خدا دُعاؤں کو ایسے طور پر سنتا ہے کہ ناواقف کو یقین ہی نہیں ہوتا۔ اگر ہمیں رزق کی ضرورت ہے تو خدا رازق ہے اور اگر ہمیں پردہ پوشی کی ضرورت ہے تو خدا کا نام ستّار ہے اور اگر عزت کی ضرورت ہے تو خدا کا نام مُعِزّ بھی ہے۔ پس دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں کہ خدا کے ناموں میں نہ پائی جائے۔ جب تمام اچھی صفتیں خدا میں پائی جاتی ہیں تو ہمیں جو چیز مطلوب ہو خدا کی اُسی صفت کا نام لے کر جس کے ماتحت چیز ہو ہمیں دُعا مانگنی چاہئے۔ اب مَیں چند دُعا کے قبول ہونے کے طریق بیان کرتا ہوں۔

(1) پہلی بات یہ ہے کہ حرام مال کھانے والے کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اس لئے ہمیشہ پاک مال کھانا چاہئے۔

(2) دوسری بات یہ ہے کہ دُعا کرنے والا توجہ سے دعا کرے اور یقین رکھے کہ خدا فضل اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر توجہ سے کرے تو ضرور قبول ہوگی۔

(3) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح دُعا مانگنی ہو تو اسی نام سے مانگا کرو۔ مثلاً پرورش میں کچھ نقص ہو تو دعا کرے اے ربّ مجھے پاک کر اور جب رزق مانگے تو کہے کہ اے رزاق مجھے رزق دے۔ جب تم اس کے ناموں سے دعا مانگو گی تب خدا بہت دعائیں سنے گا۔

(4) دعا مانگنے والا لوگوں پر خود بھی رحم کرے تو خدا اس کی دعا کبھی ردّ نہیں کرتا کیونکہ خدا کو غیرت آجاتی ہے کہ جب یہ بندہ دوسرے کی درخواست ردّ نہیں کرتا تو مَیں بادشاہ ہو کر کیوں ردّ کروں۔

(الازھار لذوات الخمار۔ صفحہ 50-51)

نظام نو

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعود نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر ’نظام نو‘ کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اُسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جا رہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کرسکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعود کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے‘‘۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء مطبوعہ الفضل سالانہ نمبر 2005ء ص11)

(مرسلہ: سیکرٹری مجلس کارپرداز)

بقیہ:اسلام میں عورت کا مقام اور مسلم خواتین کی قربانیاں از صفحہ نمبر4

اور فخر سے آگے آگے چلے آرہے تھے۔شہر کے پاس انہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہوچکی تھی آتی ہوئی ملی۔اُحد میں اس کا بیٹا بھی مارا گیا تھا۔اس بڑھیا کی آنکھوں میں موتیا بند اتر رہا تھا۔اور اس کی نظر کمزور ہوچکی تھی۔وہ عورتوں کے آگے کھڑی ہوگئی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور معلوم کرنے لگی کہ رسولِ کریم ﷺ کہاں ہیں؟ سعدؓ بن معاذ نے سمجھا کہ میری ماں کو اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملے گی تو اُسے صدمہ ہوگا۔اس لئے انہوں نے چاہا رسولِ کریم ﷺ اسے حوصلہ دلائیں اور تسلی دیں۔اس لئے جونہی ان کی نظر اپنی والدہ پر پڑی انہوں نے کہا، یارسول اللہ میری ماں، یارسول اللہ میری ماں۔آپ نے فرمایا بی بی! بڑا افسوس ہے کہ تیرا لڑکا اس جنگ میں شہید ہوگیا ہے۔بڑھیا کی نظر کمزور تھی اس لئے وہ آپ کے چہرہ کو نہ دیکھ سکی وہ ادھر اُدھر دیکھتی رہی آخر کار اس کی نظر آپؐ کے چہرہ پر ٹِک گئی وہ آپؐ کے قریب آئی اور کہنے لگی۔یارسول اللہ ﷺ! جب مَیں نے آپؐ کو سلامت دیکھ لیا ہے تو آپ سمجھیں کہ مَیں نے مصیبت کو بُھون کر کھالیا۔

اب دیکھو وہ عورت جس کے بڑھاپے میں عصائے پیری ٹوٹ گیا تھا کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے۔جب رسولِ کریم ﷺ زندہ ہیں تو مَیں اس غم کو بھون کر کھا جاؤں گی، میرے بیٹے کی موت مجھے مارنے کا موجب نہیں ہوگی۔بلکہ یہ خیال کہ رسولِ کریم ﷺ زندہ ہیں اور آپؐ کی حفاظت کے سلسلہ میں میرے بیٹے نے اپنی جان دی ہے میری قوت بڑھانے کا موجب ہوگا۔تو دیکھو عورتوں کی یہ عظیم الشان قربانی تھی جس سے اسلام دنیا میں پھیلا۔

اس زمانہ میں بھی دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ عورتوں کی قربانیاں دین کی خاطر کم نہیں ہیں۔1920ء میں مَیں نے جب مسجد برلن کے لئے چندہ کی تحریک کی تو جماعت کی عورتوں نے جو اس وقت تعداد میں اتنی بھی نہیں تھیں جتنی تم یہاں بیٹھی ہو۔اپنے زیور اتار اتار کر رکھ دیئے اور کہا انہیں بیچ کر رقم حاصل کرلیں اور مسجد فنڈ میں دے دیں۔(اس تقریر کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ جب مَیں نے یہ تحریک کی تھی تو اُمّ طاہر کی والدہ زندہ تھیں۔اُنہوں نے اسی وقت اپنی بیٹیوں اور بہوؤں کو بلایا اور کہا کہ سب زیور اتار کر رکھ دو۔مَیں یہ سب زیور مسجد برلن میں چندہ کے طور پر دُوں گی۔چنانچہ وہ سب زیور بیچ کر مسجد برلن کے چندہ میں دے دیا گیا)

غرض اس وقت عورتوں نے اس قدر قربانی کی تھی کہ انہوں نے ایک ماہ کے اندر اندر ایک لاکھ روپیہ مسجد کے لئے جمع کردیا۔اور اس چیز کا غیروں پر گہرا اثر ہوا۔وہ جب بھی احمدیوں سے ملتے تو اس چیز کا ذکر کرتے اور کہتے ہم پر اس چیز کا بہت اثر ہے۔اب تم اُن سے بہت زیادہ ہو اگر تم میں وہی ایمان پیدا ہو جائے جو ۲۰ء کی عورتوں کے اندر تھا تو تم ایک لاکھ نہیں پانچ لاکھ روپیہ ایک ماہ میں جمع کرسکتی ہو۔لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ایمان پیدا کیا جائے۔

جب تقسیم مُلک ہوئی اور ہم ہجرت کرکے پاکستان آئے تو جالندھر کی ایک عورت مجھے ملنے کے لئے آئی۔رتن باغ میں ہم مقیم تھے۔وہیں وہ آکر ملی اور اپنا زیور نکال کر کہنے لگی کہ حضور میرا یہ زیور چندے میں دے دیں۔مَیں نے کہا۔بی بی! عورتوں کو زیور کا بہت خیال ہوتا ہے۔تمہارے سارے زیور سکھّوں نے لُوٹ لئے ہیں۔یہی ایک زیور تمہارے پاس ہے تم اسے اپنے پاس رکھو۔اس پر اس نے کہا حضور! جب میں ہندوستان سے چلی تھی تو مَیں نے عہد کیا تھا کہ مَیں امن سے لاہور پہنچ گئی تو میں اپنا یہ زیور چندہ میں دُوں گی۔آپ مجھے اسے اپنے پاس رکھنے پر مجبور نہ کریں۔چنانچہ اس عورت نے اپنا زیور چندہ میں دے دیا۔اب وہ عورت زندہ ہے۔مشرقی پنجاب سے جو عورتیں پاکستان آئی تھیں ان میں ہزاروں ایسی ملیں گی جو لُٹی لٹائی پاکستان پہنچی ہیں۔کئی جگہوں پر تو سکھّوں نے اُن سے زیور اور دوسری چیزیں چھین لیں اور بعض جگہوں پر خود انہوں نے ڈر کے مارے اپنے زیورات اور نقدی پھینک دی تاکہ اُن کے لالچ سے ان پر حملہ آور نہ ہوں اور وہ امن سے پاکستان پہنچ جائیں۔مگر اس عورت کا صرف ایک ہی زیور بچا اور وہ بھی اس نے اسلام کی خدمت کے لئے پیش کردیا۔

غرض اسلام میں عورتوں نے ہمیشہ سے قربانیاں کی ہیں اور اب بھی کرتی چلی جاتی ہیں اور اگلے جہان میں بھی اسلام نے عورتوں کے درجہ کو بلند کیا ہے۔چنانچہ اسلام کہتا ہے کہ جو عورت مومن ہو، نمازوں کی پابند ہو، زکوٰۃ دیتی ہو، ہم اُسے جنّت میں اونچے مقام پر رکھیں گے۔عیسائی کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کی رُوح کو تسلیم نہیں کیا گیا۔مَیں جب یورپ گیا تو مجھ پر بھی ایک عیسائی عورت نے یہی اعتراض کیا۔مَیں نے اُسے جواب دیا کہ یہ الزام غلط ہے۔اسلام عورت کے حقوق کو کلّی طور پر تسلیم کرتا ہے بلکہ اُس نے رُوحانی اور اُخروی انعامات میں بھی عورت کو برابر کا شریک قرار دیا ہے۔اِس پر اُس نے شرمندہ ہوتے ہوئے اس بات کو تسلیم کیا کہ حقیقت یہی ہے کہ اسلام پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ عورت میں رُوح کا قائل نہیں، غلط ہے۔

پس اسلام کی تاریخ ہی نہیں دوسرے مذاہب کی تاریخ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ عورتوں نے مذہب کی بہت بڑی خدمت کی ہے اور عورتیں وہ تمام کام کرسکتی ہیں جو مرد کرسکتے ہیں۔وہ تبلیغ بھی کرسکتی ہیں۔اور تاریخ بتاتی ہے کہ جب لڑائی کا موقع آیا تو وہ لڑائی بھی کرتی رہی ہیں۔

جب قادیان میں ہندوؤں اور سکھوں نے حملہ کیا تو شہر کے باہر کے ایک محلّہ میں ایک جگہ پر عورتوں کو اکٹھا کیا گیا اور ان کی سردار بھی ایک عورت ہی بنائی گئی جو بھیرہ کی رہنے والی تھی۔اس عورت نے مردوں سے بھی زیادہ بہادری کا نمونہ دکھایا۔ان عورتوں کے متعلق یہ خبریں آئیں تھیں کہ جب سکھ اور ہندوؤں کو جو تلواروں اور بندوقوں سے اُن پر حملہ آور ہوتے تھے بھگا دیتی تھیں اور سب سے آگے وہ عورت ہوتی تھی جو بھیرہ کی رہنے والی تھی اور اُن کی سردار بنائی گئی تھی۔اب بھی وہ عورت زندہ ہے لیکن اب وہ بوڑھی اور ضعیف ہوچکی ہے۔وہ عورتوں کو سکھاتی تھی کہ اِس اِس طرح لڑنا چاہئے اور لڑائی میں ان کی کمان کرتی تھی۔

غرض کوئی بھی کام ایسا نہیں جو عورت نہیں کرسکتی۔وہ تبلیغ بھی کرسکتی ہے۔وہ پڑھا بھی سکتی ہے......وہ لڑائی میں بھی شامل ہوسکتی ہے اور اگر مال اور جان کی قربانی کا سوال ہو تو وہ ان کی قربانی بھی کرسکتی ہے اور بعض کام وہ مردوں سے بھی لے سکتی ہے۔مرد بعض دفعہ کمزوری دکھا جاتے ہیں۔اُس وقت جو غیرت عورت دکھاتی ہے وہ کوئی اَور نہیں دکھا سکتا۔

چند دن ہوئے میرے پاس ایک لڑکا آیا وہ جالندھر کا رہنے والا تھا اور اس کا نانا وہاں پیر تھا اور احمدیت کا سخت مخالف تھا۔وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں فلاں کا نواسہ ہوں۔مَیں نے کہا مَیں تمہارے نانا کو جانتا ہوں اور مجھے یاد ہے کہ تمہاری ماں قادیان میں مجھے ملنے آیا کرتی تھی۔اُس نے کہا یہ بات درست ہے۔اب وہ فوت ہوچکی ہے اور قادیان میں بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں۔مَیں نے کہا اب تم کس طرح یہاں آئے ہو۔اس نے کہا مَیں ابھی بچہ ہی تھا کہ میری ماں میرے کان میں ہمیشہ یہ بات ڈالتی تھی کہ بیٹا! مَیں نے دین کی خدمت کے لئے تمہیں وقف کرنا ہے چنانچہ امریکن وفد جو پاکستان آیا تھا۔اس کے ذریعہ مَیں نے سل کے ٹیکے کا کام سیکھا اور اب مَیں ایک اچھے سرکاری عہدہ پر ہوں مگر دل میں ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ میری والدہ کی یہ خواہش تھی کہ مَیں اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کروں۔مَیں نے اس بات کا اپنے باپ سے بھی ذکر کیا تو انہوں نے کہا مَیں تمہاری والدہ کی خواہش میں روک نہیں بننا چاہتا تم بڑی خوشی سے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرو۔اب مَیں یہاں آیا ہوں کہ حضور میرا وقف قبول فرمائیں اور مجھے کسی دینی خدمت پر لگائیں۔اب دیکھو وہ عورت قادیان میں بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ 1946ء میں یا اس سے پہلے فوت ہوئی ہوگی۔اب اس کی وفات پر دس بارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس نے بچپن سے ہی اپنے بیٹے کے کان میں جو بات ڈالی تھی وہ اب بھی اس کے دل و دماغ سے نہیں نکلی۔وہ چھوٹا سا تھا جب اس نے اپنے بیٹے کے کان میں یہ بات ڈالنی شروع کی کہ مَیں نے تمہیں دین کی خاطر وقف کرنا ہے۔بعد میں وہ جوان ہوا۔گریجویٹ بنا اور پھر اس نے سل کا امریکن ڈاکٹروں سے علاج سیکھا اور اس کے بعد ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فائز ہو ا،لیکن اس کے ذہن سے یہ بات نہ نکلی کہ اس کی ماں کی یہ خواہش تھی کہ اس نے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرنی ہے۔غرض عورت نہ صرف خود قربانی کرسکتی ہے بلکہ مردوں کو بھی دین کی خدمت کیلئے تیار کرسکتی ہے۔

رسول کریم ﷺ کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ اسلامی لشکر کا مقابلہ عیسائی لشکر سے ہوا۔عیسائی لشکر زیادہ طاقتور تھا اور اسلامی لشکر کمزور تھا۔اس لئے وہ مقابلہ کی تاب نہ لاسکا۔نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان سپاہیوں کی سواریاں پیچھے کی طرف بھاگیں۔اس اسلامی لشکر کے کمانڈر یزید بن ابوسفیان تھے اور ان کے باپ ابوسفیان بھی انکے ساتھ تھے۔وہ بھی پیچھے کی طرف بھاگے، فوج کے پیچھے عورتیں تھیں اور اُن عورتوں میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی تھی جو اسلام لانے سے پہلے اسلام کی اتنی دشمن تھی کہ ایک دفعہ جب جنگ میں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو اُس نے اُن کا کلیجہ نکالنے والے کے لئے انعام مقرر کیا۔ہندہ نے جب دیکھا کہ اسلامی لشکر کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں اور مسلمان سپاہی پیچھے کی طرف بھاگے آرہے ہیں تو اس نے عورتوں کو جمع کیا اور کہا کہ تمہارے مردوں نے اسلام سے غداری کی ہے اور وہ دشمن کے آگے بھاگ کھڑے ہوئے ہیں اب تمہارا کام ہے کہ تم انہیں روکو۔عورتوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو کوئی ہتھیار نہیں ہے ہم انہیں کیسے روک سکتی ہیں۔ہندہ نے کہا خیمے توڑ دو اور بانس نکال لو اور جو سپاہی پیچھے آئے اس کی اونٹنی یا گھوڑے کا بانس مار مار کر پیچھے موڑ دو۔اور کہو بے حیاؤ واپس جاؤ اور دشمن سے لڑو۔اگر تم ایسا نہیں کرسکتے تو ہم عورتیں دشمن کا مقابلہ کریں گی۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔جب اسلامی لشکر عورتوں کے قریب پہنچا تو انہوں نے خیموں کو بانس نکال لئے اور اُن کی سواریوں کے مونہوں پر مارنے لگیں۔ہندہ نے بھی ایک بانس ہاتھ میں لیا اور ابوسفیان کی سواری کو مارا، اور کہا بے حیا جب مشرکینِ مکہ اسلام کے مقابلہ کے لئے جاتے تھے تو اُن کے لشکر کا کمانڈر ہوا کرتا تھا۔اب مسلمان ہونے کے بعد تجھے اسلام کی خاطر لڑنا پڑا ہے تو پیچھے بھاگ آیا ہے۔اسی طرح اس نے اپنے بیٹے کی سواری کو بھی بانس مارا۔اور اسے پیٹھ دکھانے پر ملامت کی۔ابوسفیان کی غیرت نے بھی جوش مارا اور اس نے اپنے بیٹے یزید سے کہا بیٹا واپس چلو، عیسائیوں کا لشکر ہم سے بہت طاقتور ہے مگر اُن کے ہاتھوں مارا جانا برداشت کیا جاسکتا ہے لیکن اِن عورتوں کے ڈنڈے نہیں کھائے جاسکتے۔چنانچہ اسلامی لشکر واپس آگیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے فتح دے دی۔

مَردوں کو قربانی پر آمادہ کرو

پس جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے مردوں سے کام لینا بھی عورتوں کو آتا ہے۔وہ انہیں تحریک کرکے قربانی کے لئے آمادہ کرسکتی ہیں اور اسکی ہمارے ہاں بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔عورتوں نے اپنے مردوں کو تحریک کی اور انہوں نے قربانیاں کیں۔آخر دیکھ لو، ہمارے کئی مبلغ ایسے ہیں جو دس دس پندرہ پندرہ سال تک بیرونی ممالک میں فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہے اور وہ اپنی نئی بیاہی ہوئی بیویوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ان عورتوں کے اب بال سفید ہوچکے ہیں، لیکن انہوں نے اپنے خاوندوں کو کبھی یہ طعنہ نہیں دیا کہ وہ انہیں شادی کے معاً بعد چھوڑ کر لمبے عرصے کے لئے باہر چلے گئے تھے۔ہمارے ایک مبلغ مولوی جلال الدین صاحب شمسؔ ہیں۔وہ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی یورپ تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے۔ان کے واقعات سن کر بھی انسان کو رقت آجاتی ہے۔ایک دن اُن کا بیٹا گھر آیا اور وہ اپنی والدہ سے کہنے لگا امّاں! ابّا کسے کہتے ہیں؟ سکول میں سارے بچے ابّا ابّا کہتے ہیں۔ہمیں پتہ نہیں کہ ہمارا ابّا کہاں گیا ہے کیونکہ وہ بچے ابھی تین تین چار چار سال کے ہی تھے کہ شمسؔ صاحب یورپ تبلیغ کے لئے چلے گئے اور جب وہ واپس آئے تو وہ بچے ۱۷،۱۷۔۱۸،۱۸سال کے ہوچکے تھے۔اب دیکھ لو یہ اُن کی بیوی کی ہمت کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ ایک لمبا عرصہ تک تبلیغ کا کام کرتے رہے۔اگر وہ انہیں اپنی دردبھری کہانیاں لکھتی رہتی تو وہ یا تو خود بھاگ آتے یا سلسلہ کو مجبور کرتے کہ انہیں بلا لیا جائے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض عورتوں نے اس بارہ میں کمزوری بھی دکھائی ہے۔ان کے خاوندوں کو باہر گئے ابھی دو سال ہی ہوئے تھے کہ انہوں نے دفتر کو لکھنا شروع کیا کہ یا تو ہمارے خاوندوں کو واپس بلا دو یا ہم انہیں لکھیں گی کہ وہ کام چھوڑ کر آجائیں۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔اگر بعض عورتیں کمزور ہوتی ہیں تو بعض مرد بھی کمزور ہوتے ہیں۔کمزوری دکھانے میں عورتیں منفرد نہیں بلکہ مردوں میں سے بھی ایک حصہ کمزوری دکھا جاتا ہے۔غرض کمزوری کو دیکھو تو مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔اور اگر قوت کو دیکھو تو مرد اور عورت دونوں برابر ہیں، عشق اور قربانی کو دیکھو تو دونوں برابر ہیں، غیرت کو دیکھو تو دونوں برابر ہیں، غرض کسی کام کو دیکھو جس ہمت سے اسے مرد کرسکتے ہیں اسی ہمت سے اسے عورتیں بھی کرسکتی ہیں۔اسلئے اگر عورت اپنے فرض کو پہچانے اور مضبوطی سے اپنے ایمان پر قائم رہے تو کسی کی طاقت نہیں کہ وہ احمدیت کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔یہی بات دیکھ لو کہ اگر موجودہ منافقوں کی بیویاں رسولِ کریم ﷺ کے زمانہ کی عورتوں جیسا نمونہ دکھائیں تو کیا ان کو منافقت دکھانے کی جرأت ہوسکتی تھی؟

ایک دفعہ رسولِ کریم ﷺ ایک جنگ کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ایک صحابیؓ اس وقت موجود نہیں تھے۔انہیں رسولِ کریم ﷺ نے کسی کام کے لئے باہر بھیجا ہوا تھا وہ مدینہ آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ اپنے صحابہؓ کو ساتھ لے کر لڑائی کے لئے باہر جاچکے ہیں۔وہ ایک لمبا عرصہ باہر رہے تھے انہیں اپنی بیوی سے جو نوجوان اور خوبصورت تھی بہت محبت تھی انہوں نے چاہا کہ گھر جاکر اس سے پیار کرلیں چنانچہ وہ گھر آئے ان کی بیوی کوئی کام کررہی تھی۔وہ آگے بڑھے اور اسے پیار کرنا چاہا۔اس نے انہیں دیکھتے ہی دھکا دے کر پیچھے پھینک دیا اور کہنے لگی تمہیں شرم نہیں آتی خدا تعالیٰ کا رسول تو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر رومی حکومت سے لڑنے کے لئے گیا ہوا ہے اور تجھے اپنی بیوی سے پیار سوجھ رہا ہے۔اس صحابیؓ کو بیوی کے اس فقرہ سے سخت چوٹ لگی۔وہ اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوگئے اور جدھر اسلامی لشکر گیا تھا اُدھر روانہ ہوگئے اور رسول کریم ﷺ سے جا ملے۔اگر ان منافقوں کی بیویاں بھی اسی قسم کا اخلاص دکھاتیں تو اُن کے مردوں کو منافقت دکھانے کی جرأت ہی نہیں ہوسکتی تھی۔

ایک منافق کا سالا یہاں آیا تھا۔مَیں نے اسے کہا تھا کہ تم میاں بشیر احمد صاحبؓ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھ لو کہ ہم نے ان لوگوں کو کس کس طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے۔چنانچہ وہ میاں بشیر احمد صاحبؓ کے پاس گیا اور انہوں نے تفصیل کے ساتھ تمام باتیں اسے سمجھائیں۔بعد میں اس نے بتایا کہ اپنی بہن کے پاس گیا تھا میں اسے کہہ کر آیا ہوں کہ ہمارا باپ مرگیا تو ہم نے اسے کون سا بچالیا تھا۔اسی طرح اگر تیرے خاوند نے توبہ نہ کی اور اس نے معافی نہ مانگی تو ہم تجھے بھی مردہ سمجھ لیں گے۔لیکن اگر تو اپنے خاوند سے قطع تعلق کرلے تو میرا

گھر تیرا گھر ہے تو میرے پاس آجائے تو میں تیرا سارا بوجھ اٹھا لوں گا لیکن اگر تو اپنے خاوند سے قطع تعلق نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی رہے تو پھر میں تیرا منہ بھی نہیں دیکھوں گا۔ غرض ایسے رشتہ دار بھی موجود ہیں جنہوں نے دین کی خاطر اپنے رشتہ داروں سے بے تعلقی کا اظہار کیا۔ مگر وہ عورتیں بھی ہیں جو منافقت میں اپنے خاوندوں کے ساتھ ہیں۔ بلکہ وہ خیال کرتی ہیں کہ اگر ان کے خاوند منافقت میں کچھ اور ترقی کر لیں تو شاید انہیں فائدہ پہنچ جائے۔

غرض اسلام کا کوئی پہلو لے لو۔ اس میں عورت مرد سے پیچھے نہیں۔ تم اپنے دلوں سے اس خیال کو دور کر دو جو بعض بیوقوف مردوں نے ڈالا ہے کہ عورت بڑی مظلوم ہے۔ تم مظلوم نہیں ہو بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں وہ حکومت بخشی ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی حکومت نہیں ٹھہر سکتی۔ پاکستان کی حکومت کو دیکھ لو کئی لوگ ایسے ہیں جو اسے گالیاں دیتے ہیں۔ مگر بیوی کی حکومت کو کوئی گالی نہیں دیتا۔ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو اپنی بیوی سے محبت اور پیار نہ کر تو وہ کہے گا کہ تو بڑا خبیث ہے، تو میرے گھر میں فتنہ ڈالنا چاہتا ہے میں تیری بات نہیں مان سکتا۔ لیکن اگر اسی شخص کے سامنے کوئی پاکستان کے عہدہ دار کے متعلق کہے کہ وہ بڑا گندہ ہے تو شائد وہ اس کی تصدیق کرنے لگ جائے۔ غرض کوئی شخص اپنی بیوی کی حکومت کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔

پس تمہیں خدا تعالیٰ نے بڑا اچھا موقع دیا ہے۔ آج تم ویسی ہی خدمات کر سکتی ہو جیسی رسول کریم ﷺ کی صحابیاتؓ نے کیں۔ تم ویسی ہی خدمات کر سکتی ہو جیسی حضرت ہاجرہؓ نے کیں۔ تم ویسی ہی خدمات کر سکتی ہو جیسی کرشنؑ کی گوپیوں نے کیں۔ تم ویسی ہی خدمات کر سکتی ہو جیسی حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریمؑ نے کیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے حالات سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ان کی زیادہ تر خدمت عورتوں نے ہی کی ہے۔ جب حضرت عیسیٰؑ کی مخالفت بڑھ گئی تو انجیل میں آتا ہے کہ ایک عورت آپؑ کے پاس آئی اور اس نے بڑا قیمتی عطر آپ کے پیروں پر ڈالا پھر اس نے اپنے بال کھولے اور ان بالوں سے آپ کے پاؤں پونچھنے شروع کئے۔ (یوحنا باب 11 آیت2) لوگوں نے کہا یہ کتنی بیوقوف عورت ہے اس نے عطر ضائع کیا ہے۔ اس عطر کی قیمت سے کئی غریب پل سکتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اس عورت کو کیوں دق کرتے ہو اس نے تو میرے ساتھ بھلائی کی ہے کیونکہ غرباء تو ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گے لیکن میں تمہارے پاس ہمیشہ نہیں رہوں گا۔ (متی باب 26 آیت 6 تا 13) پھر جب آپؑ کو صلیب پر چڑھایا گیا تو آپؑ کے پاس آپ کی والدہ حضرت مریمؑ کے علاوہ تین چار عورتیں بھی تھیں۔ (مرقس باب ۱۵ آیت ۴۰) عیسائی کتب میں اس واقعہ کی جو تصاویر دی گئی ہیں ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ نے بہت ضبط سے کام لیا ہے اور ان کی آنکھ میں آنسو نہیں آئے۔ لیکن دوسری عورتوں کی آنکھوں سے آنسو ڈھلک رہے ہیں۔ پھر انجیل میں آتا ہے کہ جب تین دن کے بعد حضرت مسیحؑ قبر سے نکالے گئے تو سب سے پہلے عورتیں ہی ان کے پاس آئیں، مرد نہیں آئے (مرقس باب ۱۶) پھر جب آپ پھانسی کی سزا سے بچ کر ادھر اُدھر چھپتے پھرتے تھے تو تاریخ میں آتا ہے کہ ہر جگہ جہاں آپ پہنچتے عورتیں وہاں پہنچ جاتیں اور آپ سے دین کی باتیں سیکھتیں۔ مرد ڈر کے مارے آپؑ کے قریب نہیں آتے تھے (یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۱۹) گویا انجیل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ابتدائے عیسائیت میں عورتوں کی قربانی مردوں سے زیادہ تھی جب مرد حکومت کی گرفت سے ڈر گئے تو عورتیں نہیں ڈریں۔ وہ ہر جگہ پولیس اور فوج کے پہرہ کو چیرتی ہوئی حضرت عیسیٰؑ کے پاس پہنچ جاتیں اور آپ کے قدموں میں بیٹھ کر دین کی تعلیم حاصل کرتیں۔

غرض ہر مذہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ عورتوں نے بڑا کام کیا ہے میں نے بتایا ہے کہ برلن کی مسجد کی تحریک ہوئی تو اس وقت کی احمدی عورتوں نے ایک ماہ کے اندر اندر ایک لاکھ روپیہ جمع کر دیا۔ اب تم ہیگ کی مسجد کے لئے کوشش کر رہی ہو، مگر افسوس کہ تم اتنی کوشش نہیں کر رہیں جتنی 1920ء میں برلن کی مسجد کے لئے عورتوں نے کی تھی۔ حالانکہ تم اس وقت ان سے پندرہ بیس گنا زیادہ ہو۔ انہوں نے اس وقت ایک لاکھ روپیہ دیا تھا مگر تم نے ابھی ستر ہزار روپیہ جمع کیا ہے اور پھر ان کے جمع کردہ چندہ سے برلن میں جو زمین خریدی گئی تھی وہ جب بیچی گئی تو پچاس ہزار روپیہ اصل قیمت سے زیادہ ملا۔ اور اس روپیہ سے لنڈن کی مسجد بن گئی گویا لنڈن کی مسجد بھی انہی عورتوں کے روپیہ سے بنی ہے۔ برلن میں مسجد تعمیر نہیں کی جاسکتی تھی کیونکہ جرمن کی حکومت نے بعض ایسی شرائط لگا دیں تھیں۔ جن کی وجہ سے مسجد کی تعمیر پر بہت زیادہ روپیہ خرچ آتا تھا۔ اس لئے ہم نے مسجد کے لئے جو جگہ خریدی تھی اسے بیچ دیا جو روپیہ بچا اس سے لنڈن کی مسجد بنائی گئی گویا برلن کی مسجد کے لئے بھی عورتوں نے چندہ دیا، لنڈن کی مسجد بھی انہی کے روپیہ سے بنی اور ہیگ کی مسجد کے لئے بھی عورتیں روپیہ جمع کر رہی ہیں۔ مرد ابھی تک ہمبرگ کی مسجد کے لئے بھی روپیہ جمع نہیں کر سکے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت گو بظاہر کمزور نظر آتی ہے مگر جب وہ قربانی پر آجائے تو مرد سے زیادہ قربانی کرتی ہے۔ دیکھ لو ماں جتنی قربانی اپنے بچے کے لئے کرتی ہے اس قدر قربانی مرد نہیں کر سکتا۔

میں نے بچپن میں ایک کہانی پڑھی تھی کہ ایک عورت کے بچہ کو عقاب اُٹھا کر لے گیا اور عقاب نے اس بچہ کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا۔ وہ پہاڑی ایسی سیدھی تھی کہ کوئی اُس پر چڑھ نہیں سکتا تھا۔ لیکن ماں نے جب دیکھا کہ عقاب نے اس کا بچہ اس پہاڑی کی چوٹی پر رکھ دیا ہے تو وہ پاگلوں کی طرح اس پہاڑی پر چڑھ گئی اور اُسے پتہ بھی نہ لگا کہ وہ پہاڑی اُونچی اور سیدھی تھی اور اس پر چڑھنا مشکل ہے۔ پہاڑی پر جا کر اُس نے بچہ کو پیار کیا اور اُسے دودھ پلایا۔ پھر جب نیچے اُترنے لگی تو ڈری اور شور مچانے لگی۔ اس پر ارد گرد کے لوگ آئے اور انہوں نے رسّے ڈال ڈال کر اور کیلیں گاڑ گاڑ کر بڑی مشکل سے اُسے پہاڑی سے نیچے اُتارا۔ لیکن جس وقت اس کا بچہ خطرہ میں تھا اُسے کوئی ہوش نہیں تھی۔ اور وہ بڑی آسانی کے ساتھ اس پہاڑی پر چڑھ گئی۔ تو اگر عورت کی محبت واقعہ میں جوش میں آجائے تو وہ بڑی سے بڑی قربانی کر لیتی ہے بچہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُسکے اندر ایک ایسا مادہ پیدا کیا ہے جو مرد کے اندر نہیں پایا جاتا جب وہ مادہ ہوش میں آجائے تو عورت بڑی سے بڑی قربانی کر لیتی ہے۔ اصل چیز تو وہ ہے اگر مادہ موجود ہو تو پھر قربانی کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص کی جیب میں پانچ روپے ہوں تو ان روپوں سے تمبا کو بھی خرید سکتا ہے اور انہیں خدا تعالیٰ کے رستہ میں بھی دے سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عورت کو قربانی کا جو مادہ دیا ہے اس کو وہ بچہ کے لئے بھی استعمال کر سکتی ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر بھی استعمال کر سکتی ہے جس طرح وہ شخص جس کی جیب میں روپے موجود ہوں وہ اس سے ضروریات زندگی بھی خرید سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بھی خرچ کر سکتا ہے اسی طرح عورت کے اندر قربانی کا مادہ موجود ہے وہ اُسے بچہ کے لئے بھی خرچ کر سکتی ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر بھی خرچ کر سکتی ہے۔ جب وہ جوش میں آجائے تو دُنیا کی کوئی طاقت نہیں جو انہیں قربانی کرنے سے روک سکے۔ وہ بچوں کی اعلیٰ پرورش کرتی ہیں، اُن کی تربیت کرتی ہیں اور ضرورت پڑے تو مردوں کو غیرت دلاتی ہے اور انہیں قربانی کے لئے تیار کرتی ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ 1917ء میں ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری قادیان آئے اور وہاں ایک جلسہ ہوا۔ پانچ چھ ہزار غیر احمدی وہاں جمع ہوا۔ اس وقت قادیان میں احمدی بہت تھوڑے تھے اور شہر کی آبادی بھی کم تھی 1947ء میں جب ہم قادیان سے نکلے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں سترہ اٹھارہ ہزار احمدی تھے۔ لیکن اس وقت ہزار بارہ سو کے قریب احمدی تھے اور اُن کے مقابلہ میں چھ سات ہزار غیر احمدی جمع ہو گئے تھے انہوں نے رستے روک لئے تھے اور چلنا مشکل ہو گیا تھا۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے خیال کیا کہ انہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اور انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت بُرا بھلا کہا۔ قادیان کے قریب ایک گاؤں بھینی ہے۔ وہاں کی ایک احمدی عورت اُن کے جلسہ کے قریب کھڑی تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیں اور تمام احمدی مرد بیٹھے رہے تو اُس نے مولوی صاحب کو پنجابی میں گالی دے کر کہا۔ ”تیرے دادے داڑھی ہکیا تُوں حضرت صاحب نوں گالیاں دینا ایں“۔ اس پر غیر احمدی جوش میں آگئے اور اس عورت کو مارنے کے لئے اُٹھے۔ بعض احمدی اُسے بچانے لگے تو دوسرے احمدیوں نے کہا ایسا نہ کرو، حضرت صاحب نے احمدیوں کو فساد سے منع کیا ہوا ہے۔ مجھے پتہ لگا تو مَیں اُن پر خفا ہوا اور مَیں نے کہا یہاں تو ایک عورت کی عزّت کا سوال تھا۔ اس سے تمہیں کس نے روکا تھا۔ تمہیں شرم نہ آئی کہ حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دی گئیں تو تم مردوں میں سے کسی کو بھی غیرت نہ آئی۔ لیکن اس عورت کو غیرت آئی اور اُس نے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ غیر احمدی کتنی تعداد میں جمع ہیں اور وہ اُسے ماریں گے۔ اُس نے اُسی وقت کھڑے ہو کر مولوی ثناء اللہ صاحب کو کہا کہ تیرے دادے داڑھی ہکیا تُوں حضرت صاحب نوں گالیاں دینا ایں۔ تمہیں تو اس عورت کو بچانے کیلئے اپنی جانیں قربان کر دینی چاہیئے تھیں۔ اور اگر تم ایسے کرتے تو میں بہت خوش ہوتا۔ اب دیکھو وہ بھی ایک عورت تھی جس نے اس موقعہ پر بہادری دکھائی۔ اس وقت ہزار بارہ سو احمدی بھی ڈرتے تھے کہ اگر انہیں کچھ کہا تو غیر احمدی انہیں ماریں گے۔ لیکن وہ کھڑی ہو گئی اور اس نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو روک دیا۔ اس نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ سارے کا سارا مجمع اُس پر ٹوٹ پڑے گا اور اس کی جان ضائع ہو جائے گی۔

اپنی طاقتوں کو صحیح رنگ میں استعمال کرو

غرض اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ہر قسم کی قربانی کی توفیق دی ہوئی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنی طاقتوں کو سمجھو اور انہیں استعمال کرو۔ اگر تم اپنی طاقتوں کو سمجھو اور انہیں استعمال کرنا سیکھ لو تو تمہارے مقابلہ پر بڑی سے بڑی طاقت بھی ٹھہر نہیں سکتی۔ بلکہ مرد بھی تم سے طاقت حاصل کریں گے۔ گویا تمہاری مثال دیا سلائی کی سی ہوگی اور مرد کی مثال تیل کے پیپے کی سی۔ جب تم دیا سلائی سے آگ لگاؤ گی تو وہی مرد جو بُزدلی کی وجہ سے کونہ میں کھڑا ہوگا جوش میں آجائے گا اور جس طرح آگ کی وجہ سے تیل بھڑک اُٹھتا ہے تمہارے غیرت دلانے سے وہ بھی بھڑک اُٹھے گا اور پھر کسی روک اور مصیبت کی پرواہ نہیں کرے گا اور قربانی کرتا چلا جائے گا۔

مَیں جب بچہ تھا تو حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے ایک ہوائی بندوق خرید کر دی تھی اور ہم اُس سے جانوروں کا شکار کیا کرتے تھے۔ ایک دن ہم شکار کے لئے باہر گئے تو ایک سکھ لڑکا میرے پاس آیا ان دنوں ارد گرد کے دیہات میں بڑی مخالفت تھی اور وہاں شکار کے لئے جانا مناسب نہیں تھا۔ لیکن اس لڑکے کو بھی شکار کا شوق تھا۔ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہمارے گاؤں چلیں، وہاں بہت فاختائیں ہیں ہم اُن کا شکار کریں گے چنانچہ مَیں اُس کے ساتھ اُس کے گاؤں چلا گیا۔ وہاں وہ سکھ لڑکا میرے آگے آگے چلتا تھا اور مجھے بتاتا تھا کہ وہ فاختہ بیٹھی ہے اس کو مارو۔ اتنے میں ایک سِکھ عورت باہر نکلی اور اس لڑکے کو مخاطب کر کے کہنے لگی ”تینوں شرم نہیں آندی کہ تُو مُسلیاں کولوں جیو ہتیا کراندا ایں“۔ یعنی تمہیں شرم نہیں آتی کہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر جانور مرواتے ہو۔ اُس عورت کا یہ کہنا تھا کہ وہ سِکھ لڑکا کھڑا ہو گیا اور بڑے غصہ سے کہنے لگا تم کون ہوتے ہو یوں شکار کرنے والے۔ حالانکہ وہ خود ہمیں وہاں لے گیا تھا۔ اب دیکھو وہ لڑکا صرف اس عورت کی بات کی وجہ سے ہمارے مقابلہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی کہ وہ ہمیں خود ساتھ لے گیا ہے۔ پس عورت کی آواز میں ایک جوش ہوتا ہے اور مرد میں اس کے لئے جذبۂ احترام اور ادب ہوتا ہے۔ چاہے کوئی مرد کتنا برا ہو جونہی اس کے کان میں عورت کی آواز پڑتی ہے وہ کھڑا ہو جاتا ہے۔

جب بغداد میں خلافت بہت کمزور ہو گئی اور مسلمانوں کی طاقت ٹوٹ گئی تو اس وقت عیسائیوں نے فلسطین میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ وہاں ایک عورت باہر نکلی تو عیسائیوں نے اس کی بے عزّتی کی۔ اسے علم نہیں تھا کہ مسلمانوں کی بادشاہت ختم ہو چکی ہے اُس نے اونچی آواز میں کہا یا امیر المومنین میری مدد کو پہنچو۔ اس وقت امیر المومنین کی یہ حالت تھی کہ وہ دوسری طاقت کا ایک قیدی تھا اور سوائے دربار کے اس کی کہیں حکومت نہیں تھی۔ لیکن اس عورت کو اس بات کا کوئی علم نہیں تھا۔ اس نے سنا ہوا تھا کہ امیر المومنین کی ہی حکومت ہوتی ہے۔ اتفاقاً اس کے پاس سے ایک قافلہ گذر رہا تھا جو تجارت کے لئے اس طرف گیا تھا۔ انہوں نے اس عورت کی آواز کو سنا۔ جب وہ قافلہ بغداد پہنچا تو لوگ جمع ہو گئے اور انہوں نے قافلہ والوں سے کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم فلسطین میں سے آرہے تھے کہ عیسائیوں نے ایک عورت کو قید کر لیا۔ اور اس کی بے عزتی کی تو اُس نے بلند آواز میں کہا یا امیر المومنین! مَیں امیر المومنین کو اپنی مدد کے لئے پکارتی ہوں۔ وہ بے چاری اتنا بھی نہیں جانتی تھی کہ امیر لمومنین کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ خود ایک قیدی ہے اور سوائے دربار کے اسکی کہیں بھی حکومت نہیں۔ اس مجمع میں خلیفہ کا ایک درباری بھی کھڑا تھا۔ اس نے یہ واقعہ دربار میں بیان کیا اور کہا کہ اس اس طرح ایک قافلہ فلسطین سے آیا ہے اور اس نے بتایا ہے کہ رستہ میں انہوں نے دیکھا کہ ایک مسلمان عورت کو عیسائیوں نے قید کر لیا ہے اور اس کی بے عزتی کی ہے اور اس عورت نے اپنی مدد کے لئے امیر المومنین کو پکارا ہے۔ فلسطین بغداد سے قریباً ایک ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ مگر اس عورت کی آواز خلیفہ کے کان میں پڑی جو خود ایک قیدی کی حیثیت میں تھا تو وہ ننگے پاؤں باہر نکل کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم جب تک مَیں اس عورت کو عیسائیوں کے قبضہ سے چھڑاؤں گا نہیں مَیں جوتا نہیں پہنوں گا اور باہر نکل کر اُس نے فوج کو جمع کرنا شروع کیا۔ وہ نواب جو خلافت سے بغاوت کر رہے تھے جب انہیں پتہ لگا تو وہ بھی اپنی فوج لے کر آگئے اور خلیفہ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ اس طرح ایک بڑا لشکر جمع ہو گیا جس نے فلسطین کی عیسائی حکومت کو شکست دی اور اُس عورت کو آزاد کروایا گیا۔

پس عورت گو کمزور ہے مگر مردوں کے اندر اس کے لئے ادب اور احترام پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر مرد عورت کا ہی بچہ ہے اور اپنی ماں کے ادب اور احترام کی وجہ سے ہر عورت کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اسے اس کی ماں پکار رہی ہے تو وہ فوراً بھاگ پڑتا ہے۔ پس اگر احمدی عورتیں قربانی کریں اور اپنے اندر دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کریں تو چونکہ تمہاری آواز میں ایک درد ہے، ایک سوز اور گداز ہے۔ تم دنیا کے گوشہ گوشہ میں آگ لگا دوگی۔ اور گو بظاہر اشاعت دین کا کام مرد کر رہے ہوں گے لیکن حقیقت میں تم ہی یہ کام کروا رہی ہوگی۔ پس اگر تم کمرِ ہمت باندھ لو اور دین کی خاطر ہر قربانی کرنے کیلئے آمادہ ہو جاؤ تو مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ابھی تم میں سے بہت سی عورتیں زندہ ہونگی کہ اسلام غالب آجائے گا۔ اور تم اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرو گی اور آخرت میں بھی اس کے انعامات کی وارث ہوگی اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگی کہ عیسائیت شکست کھا گئی ہے، اسلام فتح پا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی خدائی ٹوٹ چکی ہے اور رسول کریم ﷺ کی بادشاہی قائم ہو چکی ہے۔ پس یہ کام تمہارے اپنے اختیار میں ہے اور اگر تم چاہو تو تم یہ کام بڑی آسانی سے کر سکتی ہو۔

مَیں دُعا کرتا ہوں کہ تم سچّے طور پر اسلام کی خدمت کی توفیق پاؤ اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے والی بنو۔“ (21/اکتوبر 1956ء کو سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ کے موقع پر خطاب۔ الازھار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ 162-186)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28ستمبر 2006ء کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل کے احاطہ میں **مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب مرحوم آف راولپنڈی)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ 26ستمبر 2006 کو 79 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے لندن میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور حضرت غلام حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والی نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ مکرم عبادہ بربوش صاحب مدیر ''التقویٰ'' کی ساس تھیں۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم عبد الستار صاحب (ٹیلر ماسٹر گولبازار ربوہ)

مکرم عبد الستار صاحب 22/ اگست 2006ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم دل کے عارضہ اور گردوں کی تکلیف کی وجہ سے کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ آپ حضرت سیٹھ فضل کریم صاحب آف گوجرانوالہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔ قیام ربوہ کے آغاز سے ہی آپ دیانتداری اور محنت سے ٹیلرنگ کا کام کرتے رہے۔ نیک، دعا گو اور پابند صوم وصلوۃ بزرگ تھے۔ آپ نے اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چھ بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالماجد طاہر صاحب لندن میں ایڈیشنل وکیل التبشیر ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ القدیر صاحبہ (بنت مکرم علی محمد صاحب بی اے بی ٹی)

مکرمہ امۃ القدیر صاحبہ 4۔اگست 2006ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ ایک مخلص، باوفا اور نیک خاتون تھیں۔ محلّہ میں لجنہ کی سیکرٹری تعلیم و تربیت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آخری وقت تک امۃ الحیٔ لائبریری کی انچارج رہیں۔

(3) مکرم رشید احمد صاحب (پرنسپل ٹی آئی کالج ماریشس۔ حال سمن آباد لاہور)

مکرم رشید احمد صاحب 9 جولائی 2006ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کر کے ماریشس میں بطور ہیڈ ماسٹر خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ آپ اپنے حلقہ میں بطور سیکرٹری تعلیم اور ناظم تجنید انصار اللہ خدمات بجالاتے رہے۔ مرحوم خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔

(4) مکرم محمود احمد صاحب بھٹی، کینیڈا۔

مکرم محمود احمد صاحب بھٹی کینیڈا میں ٹیکسی چلایا کرتے تھے۔ انہیں ٹیکسی چلاتے ہوئے کسی سفاک شخص نے 2رمئی 2006ء کو چاقو سے وار کر کے شہید کر دیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم اپنی لوکل جماعت میں سیکرٹری تعلیم و تربیت تھے اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ایک مخلص انسان تھے۔

(5) مکرمہ امۃ الرؤوف پاشا صاحبہ (اہلیہ مکرم عصمت پاشا صاحب) کینیڈا۔

مکرمہ امۃ الرؤوف پاشا صاحبہ لمبا عرصہ کینسر کے مرض میں مبتلا رہنے کے بعد 17 جون کو کینیڈا میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے اپنی لوکل مجلس میں سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم مجیب الرحمان صاحب سابق امیر راولپنڈی کی بھانجی، مکرم محمود احمد صاحب بنگالی امیر جماعت آسٹریلیا کی خالہ زاد بہن اور بنگال کے اولین مربی سلسلہ محترم ظل الرحمان صاحب کی پوتی تھیں۔

❁❁❁❁❁❁

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18راکتوبر 2006ء کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل کے احاطہ میں **مکرم فضل کریم صاحب بھٹی (آف جرمنی)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم فضل کریم بھٹی صاحب 15راکتوبر 2006ء کو طویل علالت کے بعد 96 سال کی عمر میں لندن میں وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے لئے جرمنی سے آئے تھے اور یہاں اپنے بیٹے کے پاس رہائش پذیر تھے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی میت ربوہ لے جائی جائے گی اور وہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوگی۔ انشاءاللہ۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب۔ ربوہ۔

مکرم سید ولی اللہ شاہ صاحب 28 ستمبر کو لاہور میں وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے بالکل ابتدائی دَور میں مربی کے طور پر جماعت احمدیہ نیروبی (مشرقی افریقہ) میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ نیک، خوش اخلاق اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم عبد العزیز جدران صاحب (ابن مکرم مولوی عبد الرحمان صاحب)۔ جرمنی۔

مکرم عبد العزیز جدران صاحب 16 مئی کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ 1988ء میں ان پر قاتلانہ حملہ ہوا تو اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان کو خط لکھا کہ ''دشمن کے ہاتھوں آپ کو جو گہرے زخم لگے ہیں یہ اصل میں میرے زخم ہیں۔ یہ زخم قابل رشک ہیں کیونکہ خدا اور اس کے مسیح کی خاطر کھائے گئے ہیں''۔

(3) مکرم عبد الصبور Reuss صاحب جرمنی۔

مکرم عبد الصبور Reuss صاحب بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم جرمن احمدی تھے اور 1962ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔

(4) مکرمہ انیسہ الیاس صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد الیاس خان صاحب)۔ لاہور

مکرمہ انیسہ الیاس صاحبہ 26 مئی کو لاہور میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت راجہ مددخان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور مکرم میجر شریف احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد لندن کی بڑی بیٹی اور مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر یو ایس اے کی خوش دامنہ تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں، غریبوں کی ہمدرد اور نہایت مخلص خاتون تھیں۔

(5) مکرم ڈاکٹر محمد مطیع اللہ شاہین چیمہ صاحب (آف دارالرحمت غربی ربوہ)

مکرم ڈاکٹر محمد مطیع اللہ شاہین چیمہ صاحب 4ستمبر کو وفات پاگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت منکسر المزاج اور ہمدرد انسان تھے۔ محلّہ میں نائب زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ فری میڈیکل کیمپس کے لئے ہمہ تن تیار رہتے تھے اور غریب مریضوں کا بھی فری علاج کرتے تھے۔

(6) مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد فہیم ملک صاحب ایڈووکیٹ)

مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ 27 اپریل کو وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ 12 سال تک جامعہ نصرت ربوہ میں لیکچرر اور پھر وائس پرنسپل کے عہدے پر کام کرتی رہیں۔ ماڈل ٹاؤن لاہور میں غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ انہیں بہت تعلق تھا۔ مرحومہ خلافت سے بے انتہا محبت رکھنے والی، نیک اور مہمان نواز خاتون تھیں۔

(7) مکرمہ نسیم فردوس صاحبہ (اہلیہ مکرم مظفر احمد صاحب چٹھہ آف جرمنی)

مکرمہ نسیم فردوس صاحبہ 31راگست کو جرمنی میں وفات پاگئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ طالب علمی سے ہی خدمت دین کا شوق تھا۔ اپنے گاؤں چک 543/EB ضلع وہاڑی میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ 1990 میں جرمنی آگئیں تو وہاں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ دیندار، عبادت گزار اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(8) مکرم ایوب احمد صاحب (آف جمال پور۔ سندھ)

مکرم ایوب احمد صاحب کو 8راکتوبر کو دو موٹر سائیکل سوار حملہ آوروں نے کلاشنکوف کے برسٹ مار کر شہید کر دیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم سکھر کیس میں تقریباً ایک سال اسیر رہے۔ جماعتی خدمت کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ علاقہ میں کئی میڈیکل کیمپس لگائے۔ مخالفین نے حال ہی میں ان کے خلاف ایک مقدمہ قائم کیا جو کراچی میں چل رہا ہے۔ بوقت وفات مرحوم کی عمر 50 سال تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں 2 بیویاں، ایک بیٹا اور 3 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

ہند نے کرائی تھی لاہور کے نواح میں میاں میر نامی بستی میں ہے۔ سنگِ بنیاد کا تاریخی واقعہ ایک سکھ سکالر کے مطابق 1589ء کا ہے۔ اس طرح بھائی گیان سنگھ جی نے ''تواریخ گوروخالصہ'' حصہ اوّل صفحہ 13 پر بکری تقویم کے اعتبار سے اسے کاتک سری پنچمی سمت 1645ء بکرمی کا بتلایا ہے۔ ایک سکھ ودوان نے پُرکیف انداز میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ: ''ہری مندر صاحب کو سکھوں کا مکّہ کہا جاتا ہے ...اس سنہری مندر کی بنیاد ایک مسلمان ولی اللہ حضرت میاں میر جی نے رکھی تھی۔ شاید دنیا کی تاریخ میں پہلی مثال ہے کہ کسی ایک دھرم کے مقدس مقام کی بنیاد کسی دوسرے دھرم کے ماننے والے بزرگ نے رکھی۔''

(رسالہ گورمت پرکاش امرتسر۔ جون 1962 بحوالہ سکھ گوروصاحبان اور مسلمان صفحہ 626 مولفہ محقق سکھ ازم جناب گیانی عباداللہ صاحب مرحوم اشاعت 1967ء)

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس پیار سے سکھ حضرات کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرا رہے ہیں کہ گورو کا سیوک تو وہی ہے جس کا دل گرو کے تعشق میں مدہوش ہے۔ فرمایا ؎

کہاں ہیں جو بھرتے ہیں الفت کا دم
اطاعت سے سر کو بنا کر قدم
گرو جس کے اس رہ پہ ہوویں فدا
وہ چیلا نہیں جو نہ دے سر جھکا
سنو آتی ہے ہر طرف سے صدا
کہ باطل ہے ہر چیز حق کے سوا
کوئی دن کے مہماں ہیں ہم سبھی
خبر کیا کہ پیغام آوے ابھی

❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 و 25 جون 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے تفصیلی حالات مکرم مبشر احمد صاحب خالد کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔ حضورؓ کے بارہ میں قبل ازیں متعدد مضامین اس کالم کی زینت بن چکے ہیں۔ ذیل میں چند وہ امور پیش ہیں جو مذکورہ مضمون میں اضافہ ہیں۔

سیّدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ 1841ء میں بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام حضرت حافظ غلام رسول صاحب اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت نور بخت صاحبہ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب بتیس واسطوں کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ تک اور والدہ ماجدہ کا سلسلہ نسب حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے۔

حلیہ مبارک کے لحاظ سے آپؓ کا رنگ گندمی تھا، قد لمبا، داڑھی مبارک گھنی، شکل وصورت کے لحاظ سے نہایت وجیہ اور بارُعب شخصیت کے حامل تھے۔ آپ شروع سے ہی غضب کا حافظہ رکھتے تھے حتّٰی کہ آپ کو اپنا دودھ چھڑانا بھی یاد تھا۔ آپ بچپن میں تیراکی کے بہت شوقین تھے، آپ کو بچپن ہی سے کتابوں کے ساتھ بہت محبت تھی۔ حصول علم کی خاطر مکہ مدینہ اور بہت دور دراز کے علاقوں میں بھی تشریف لے گئے۔

تعلق باللّٰہ

حقیقت یہ ہے کہ آپؓ کو آغاز جوانی میں ہی عرفان الٰہی حاصل ہو چکا تھا جس کی وجہ سے آپ خدا کے ہو چکے تھے اور خدا آپ کا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے کچھ صحابہ جمع تھے۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید بھی وہاں موجود تھے جو کسی ضرورت کے پیش نظر اپنی جگہ سے اُٹھ کر ذرا باہر گئے۔ اتنے میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ تشریف لے آئے اور خالی جگہ پا کر حضرت صاحبزادہ صاحب کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ جب حضرت صاحبزادہ صاحب واپس آئے تو کچھ غصہ کے انداز میں کہا کہ مولوی صاحب آپ کو معلوم نہیں کہ دوسرے کی جگہ پر نہیں بیٹھنا چاہئے! حضرت مولوی صاحب اس جگہ سے اُٹھنے والے تھے کہ فوراً صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ نہیں نہیں آپ بیٹھے رہیں۔ ابھی ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ ''اللہ کے پیارے بندوں سے نہیں جھگڑتے''۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیرمعمولی تعلق اور توکل کے باعث حضورؓ کی ہر ضرورت کے پورا ہونے کا غیب سے سامان ہوجاتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''میری آمدنی کا راز خدا نے کبھی کسی کو بتانے کی اجازت نہیں دی''۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو جو ضرورت ہو اُسی وقت پوری ہوجاتی ہے۔ ایک دفعہ میرے سامنے ایک آدمی آیا اس نے دوسو روپیہ بطور امانت دوسال کے لئے دیا اور کہا کہ میں دوسال کے بعد آکر آپ سے لے لوں گا۔ ایک شخص جس نے ایک سو روپیہ قرض مانگا ہوا تھا۔ وہ بھی پاس ہی بیٹھا ہوا تھا، آپ نے ایک سو روپیہ اسے دیدیا اور رسید لے کر اس تھیلی میں رکھ لی اور تھیلی روپوں کی گھر بھجوادی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی امانت رکھوانے والا پھر آیا اور کہا کہ میرا ارادہ بدل گیا ہے وہ روپے مجھے دیدیں۔ آپ نے فرمایا کب جاؤ گے۔ اس نے کہا ایک گھنٹے کو۔ آپ نے فرمایا اچھا تم یکّہ وغیرہ کرو اور ایک گھنٹہ کو آکر مجھ سے روپیہ لے لینا۔ میں اس وقت آپکے پاس ہی بیٹھا تھا۔ آپؓ نے فرمایا: دیکھو انسان پر بھروسہ کرنا کیسی غلطی ہے۔ میں نے غلطی کی۔ خدا نے بتلادیا کہ دیکھو تم نے غلطی کی۔ اب دیکھو میرا مولا کیسے میری مدد کرتا ہے۔ پھر وہ ایک سو روپیہ ایک گھنٹے کے اندر اندر آپ کو مل گیا اور آپ نے اسے دیدیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ خود فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اچھے استاد کی تلاش میں وطن سے دور چلا گیا۔ تین دن کا بھوکا تھا مگر کسی سے سوال نہیں کیا۔ میں مغرب کے وقت ایک مسجد میں چلا گیا۔ مگر وہاں کسی نے مجھے نہیں پوچھا اور نماز پڑھ کر سب چلے گئے۔ جب میں اکیلا تھا تو مجھے باہر سے آواز آئی نور الدین! نورالدین! یہ کھانا جلد آکر پکڑ لو۔ میں گیا تو ایک بڑا پرتکلف کھانا تھا۔ میں نے پکڑ لیا اور یہ بھی نہیں پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا کیونکہ مجھے علم تھا کہ خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے خوب کھایا اور برتن مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب میں آٹھ دس دن کے بعد واپس آیا تو وہ برتن وہیں آویزاں تھا جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ کھانا گاؤں کے کسی آدمی نے نہیں بھجوایا تھا۔ خدا تعالیٰ ہی نے بھجوایا تھا۔

☆ ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ دارالضعفاء یا نور ہسپتال کے چندہ کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؓ نے فرمایا: میرے پاس اس وقت کچھ نہیں۔ مگر حضرت میر صاحب نے کئی بار اصرار کیا تو حضورؓ نے کپڑا اٹھایا اور وہاں سے ایک پاؤنڈ اٹھا کر دیدیا اور فرمایا: ''اس پر صرف نورالدین نے ہاتھ لگایا ہے''۔

☆ ایک دن عبدالمحی عرب صاحب نے ۴۰ روپے قرض چاہے۔ آپؓ نے فرمایا آج سے پندرھویں دن لے لیں۔ جب وقت آیا اتوار کا دن تھا کوئی منی آرڈر نہ پہنچا نہ کہیں سے روپیہ آیا۔ شام کے قریب حضرت اپنا کوٹ اور واسکٹ لٹکا کر وضو کے لئے گئے۔ عبدالمحی صاحب نے آپ کا کوٹ اور واسکٹ کی جیبیں دیکھیں اور خالی پائیں مگر جب وضو کرکے واپس آئے تو کوٹ واسکٹ پہنا اور ۴۰ روپے عبدالمحی صاحب کو نکال کر دیے اور فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کا خاص معاملہ ہے جس سے کوئی واقف نہیں۔

☆ حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ ایم اے کا بیان ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے اپنے آخری ایام مرض میں میاں عبد الحیٔ صاحب کو درس دیتے ہوئے فرمایا: ''کہ اب ہم جارہے ہیں جب کبھی مشکل پیش آئے خدا سے دعا کرنا کہ اے نورالدین کے خدا! جس طرح تُو نے نورالدین کی حاجت روائی کی ہے، میری بھی مشکل دور کر۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس طرح تمہاری ضرورت بھی پوری کردے گا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ کی آواز نمایاں طور پر بھرّا گئی''۔

☆ ایک مرتبہ ایک شخص نے جو افسر مدارس تھا اور حضورؓ بھی پنڈ دادنخان میں مدرس تھے، آپؓ سے کسی بات پر کہا کہ آپ کو ڈپلومے کا گھمنڈ ہے۔ آپؓ نے اپنا ڈپلومہ منگوا کر اسی وقت ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اُس افسر سے فرمایا کہ آپ نے اس کو باعث غرور تکبر، موجب روزی سمجھا ہے۔ میں نے اس کو پارہ پارہ کرکے دکھایا ہے کہ میرا ان چیزوں پر بھروسہ نہیں۔

توکل علی اللّٰہ

آپؓ ہر بات میں اللہ تعالیٰ پر متوکل نظر آتے ہیں اور اُدھر ہر بات میں خود اللہ تعالیٰ آپ کا متولّی و متکفل دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں: ''خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں اگر کہیں جنگل بیابان میں بھی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ مجھے رزق پہنچائے گا اور میں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا''۔

☆ محترم حکیم محمد صدیق صاحب کی روایت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ تین ساتھیوں کے ساتھ ہم راستہ بھول گئے اور کہیں دُور نکل گئے۔ کوئی بستی نظر نہیں آتی تھی۔ میرے ساتھیوں کو بھوک اور پیاس نے سخت ستایا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ نورالدین جو کہتا ہے کہ میرا خدا مجھے کھلاتا پلاتا ہے، آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح کھلاتا پلاتا ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں دعا کرنے لگا۔ چنانچہ جب ہم آگے گئے تو پیچھے سے زور کی آواز آئی۔ ٹھہرو، ٹھہرو۔ جب دیکھا تو دو شترسوار تیزی کے ساتھ پاس آئے اور کہا کہ ہم شکاری ہیں۔ ہرن کا شکار کیا تھا اور خوب پکایا۔ گھر سے پراٹھے لائے تھے۔ ہم سیر ہو چکے ہیں اور کھانا بھی بہت ہے، آپ کھالیں۔ چنانچہ ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ ساتھیوں کو یقین ہوگیا کہ نورالدین سچ کہتا تھا۔

☆ قریشی امیر احمد صاحب بھیروی کی شہادت ہے کہ ہمارے سامنے حضورؓ کی خدمت میں چھٹی رساں کتابوں کا ایک VP لایا جو سولہ روپے کا تھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ کتابیں مجھے پیاری ہیں اور میں نے بڑے شوق سے منگوائی ہیں لیکن اب ان کی قیمت میرے پاس نہیں ہے لیکن میرے مولا کا میرے ساتھ ایسا معاملہ ہے کہ سولہ روپے آئیں گے اور ابھی آئیں گے۔ چنانچہ ہم بیٹھے ہی تھے کہ ایک ہندو اپنا بیمار لڑکا لے کر آیا۔ حضرت نے نسخہ لکھ دیا۔ ہندو ایک اشرفی اور ایک روپیہ رکھ کر چل دیا۔ آپ نے اسی وقت سجدہ شکر کیا اور فرمایا کہ میں اپنے مولا پر قربان جاؤں کہ اس نے تمہارے سامنے مجھے شرمندہ نہیں کیا، اگر یہ شخص مجھے کچھ بھی نہ دیتا تو میری عادت ہی مانگنے کی نہیں۔ پھر ہوسکتا تھا کہ وہ صرف ایک روپیہ دیتا یا اشرفی ہی دیتا۔ مگر میرے مولا نے اسے مجبور کیا کہ میرے نورالدین کو سولہ روپے کی ضرورت ہے اس لئے اشرفی کے ساتھ روپیہ بھی ضرور رکھو۔

☆ اسی طرح آپؓ فرماتے ہیں کہ جموں میں حاکم نام ایک ہندو پنساری ہمیشہ نصیحتاً کہا کرتا تھا کہ ہر مہینہ ایک سو روپیہ پس انداز کرلیا کریں، یہاں مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ میں ہمیشہ یہی کہتا کہ ایسے خیالات کرنا اللہ تعالیٰ پر بدظنّی ہے۔ جس دن میں وہاں سے علیحدہ ہوا اس دن وہ میرے پاس آیا اور کہا کہ آج شاید آپ کو میری نصیحت یاد آئی ہوگی۔ میں نے کہا میں تمہاری نصیحت کو جیسا پہلے حقارت سے دیکھتا تھا آج بھی ویسا ہی حقارت سے دیکھتا ہوں۔ ابھی وہ مجھ سے باتیں ہی کر رہا تھا کہ خزانہ سے چارسواسّی روپیہ میرے پاس آئے کہ یہ آپ کی ان دنوں کی تنخواہ ہے۔ اس پنساری نے افسروں کو گالی دے کر کہا کہ نوردین تم پر نالش تھوڑا ہی کرنے لگا تھا!۔ ابھی وہ اپنے غصہ کو فرو نہ کرنے پایا تھا کہ ایک رانی صاحبہ نے بہت سا روپیہ بھجوایا اور کہا کہ یہ ہمارے جیب خرچ کا روپیہ ہے، جس قدر موجود تھا سب کا سب حاضر خدمت ہے۔ پھر تو اس کا غضب بہت ہی بڑھ گیا۔ مجھ کو ایک شخص کا ایک لاکھ ۹۵ ہزار روپیہ دینا تھا۔ اس پنساری نے اشارہ کیا کہ بھلا جن کا آپ کو قریباً دو لاکھ روپیہ دینا ہے وہ آپ کو بدوں اس کے کہ اپنا اطمینان کرلیں کیسے جانے دیں گے؟ اتنے میں اُنہی کا آدمی آیا اور بڑے ادب سے کہنے لگا کہ میرے پاس ابھی تار آیا ہے، میرے آقا فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کو تو جانا ہے، ان کے پاس روپیہ نہ ہوگا اس لئے تم ان کا سب سامان گھر جانے کا کردو اور جس قدر روپیہ کی ان کو ضرورت ہو دیدو اور اسباب کو اگر وہ ساتھ نہ لے جاسکیں تو تم اپنے اہتمام سے بحفاظت پہنچوادو۔ میں نے کہا مجھ کو روپیہ کی ضرورت نہیں۔ خزانہ سے بھی روپیہ آگیا ہے اور ایک رانی نے بھی بھیج دیا ہے اور اسباب میں سب ساتھ ہی لے جاؤں گا۔ وہ ہندو پنساری کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ پرمیشروں کے یہاں بھی کچھ لحاظ داری ہوتی ہے۔ ہم لوگ صبح سے لے کر شام تک کیسے کیسے دکھ اٹھاتے ہیں تب کہیں بڑی دقّت سے روپیہ کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اس احمق کو دیکھو اپنے روپیہ کا مطالبہ تو نہ کیا اَور دینے کو تیار ہوگیا۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ دلوں کو جانتا ہے، ہم اس کا روپیہ انشاء اللہ بہت جلد ادا کردیں گے۔ تم ان بھیدوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

☆ ایک دفعہ آپ کی بیماری کے دنوں میں حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نے عرض کیا کہ اگر پسند کریں تو حاذق الملک کو دہلی سے بلوالیا جائے۔ فرمایا: ''خدا پر توکل کرو۔ میرا بھروسہ نہ ڈاکٹروں پر ہے نہ حکیموں پر۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اُسی پر تم بھروسہ کرو۔''

☆ حضرت عرفانی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ

ایک بار حضرت مسیح موعودؑ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور گئے ہوئے تھے۔ حضورؑ نے وہاں سے کہلا بھیجا کہ مولوی نورالدین صاحبؓ اور شیخ یعقوب علی صاحب فوراً پہنچ جائیں۔ چنانچہ ہم دونوں دوبجے دوپہر یکہ پر بٹالہ کی طرف چل پڑے۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت مولوی صاحب کہا کرتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ ...... میں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا''۔ آج ہم بے وقت چلے ہیں، پتہ لگ جائے گا کہ رات کو ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوتا ہے۔

بٹالہ میں مقامی جماعت کی طرف سے ایک مکان بطور مہمان خانہ ہوا کرتا تھا۔ اس میں ہم دونوں چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ ایک چارپائی پر لیٹ کر کتاب پڑھنے لگ گئے۔ قریباً شام چھ بجے ایک اجنبی شخص آیا اور کہنے لگا: میں نے سنا ہے کہ آج مولوی نورالدین صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں۔ پھر آپؓ سے کہنے لگا: حضور! آج شام کی دعوت میرے ہاں قبول فرمائیے، میں ریلوے میں ٹھیکیداری کرتا ہوں اور میری ٹرین کھڑی ہوئی ہے اور میں نے امرتسر جانا ہے۔ میرا ملازم حضور کے لئے کھانا لے آئے گا۔ آپؓ نے فرمایا: بہت اچھا۔ چنانچہ شام کو اُس کا ملازم بڑا پُرتکلف کھانا لایا جسے ہم دونوں نے سیر ہو کر کھالیا۔ پھر ہم اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں چلے آئے۔ گاڑی رات کے دس بجے کے بعد آتی تھی۔ میں نے آپؓ کا بستر کھول دیا تا کہ آپؓ آرام فرمالیں۔ جب بستر کھلا تو اس کے اندر سے دو پراٹھے نکلے جن کے ساتھ قیمہ رکھا ہوا تھا۔ میں سخت حیران ہوا کہ یہ خدا کی طرف سے اَور کھانا بھی آ گیا۔ پھر مَیں نے چلتے وقت اپنے دل کا حال حضورؓ کو بتایا تو آپؓ نے فرمایا: ''شیخ صاحب اللہ تعالیٰ کو آزمایا نہ کرو اور خدا سے ڈرو۔ اُس کا میرے ساتھ خاص معاملہ ہے''۔

عشق قران

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ قرآن کریم کے عاشق صادق تھے۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، آیات قرآنیہ پر گھنٹوں غور وفکر کرتے رہنا اور جہاں بھی ہوں درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھنا۔ یہ آپ کے روزمرہ کے چیدہ پسندیدہ اور محبوب و مرغوب مشاغل تھے۔ آپؓ کے چند ارشادات یوں ہیں:

☆ ''میں نے اپنی ماں کے پیٹ میں قرآن مجید سنا۔ پھر گود میں سنا اور پھر اُن سے ہی پڑھا''

☆ ''قرآن شریف کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف کے گول گول دائرے زلف محبوب نظر آتے ہیں اور میرے منہ سے قرآن کا اک دریا رواں ہوتا ہے اور میرے سینہ میں قرآن کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔ بعض وقت تو میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کس طرح اس کے معارف بیان کروں۔''

☆ ''میں نے قرآن کریم بہت پڑھا ہے اور اب تو میری غذا ہے۔ اگر آٹھ پہر میں خود نہ پڑھوں اور نہ پڑھاؤں اور میرا بیٹا میرے سامنے آکر نہ پڑھے تو میں اس کا وجود بھی نہیں سمجھتا۔ سونے سے پہلے وہ آدھ پارہ مجھے سنا دیتا ہے۔ غرض میں قرآن کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ میری غذا ہے''۔

☆ ''بعض وقت میں نے قرآن کے تین تین لفظوں کو علیحدہ چھانٹ کر دیکھا ہے کہ اُنہی تین الفاظ سے میں دنیا کے تمام مذاہب کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔''

☆ ''میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع ایک انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ جس باغ میں مَیں رہتا ہوں اگر لوگوں کو خبر ہو جاوے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔''

آپؓ درس قرآن بڑی ہی محبت، لگن اور باقاعدگی سے دیتے تھے۔ حتّٰی کہ جب مرض الموت میں مبتلا تھے اور کمزور و نحیف ہو چکے تھے تب روزانہ دو آدمیوں کا سہارا لے کر درس دینے کے لئے تشریف لے جاتے۔ جب سہارا لے کر چلنے کی بھی سکت نہ رہی تو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ اب آپ درس دینا بند کر دیں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا: ''قرآن کریم میری روح کی غذا ہے اس کے بغیر میرا زندہ رہنا محال ہے۔ لہٰذا درس میں کسی حالت میں بھی بند نہیں کر سکتا۔ بول تو میں سکتا ہوں خدا کے آگے کیا جواب دوں گا۔ درس کا انتظام کرو کہ میں قرآن کریم سنا دوں۔''

وفات سے قبل اپنے بیٹے عبدالحیٔ کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی: ''تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنا، پڑھانا اور عمل کرنا۔ میں نے بہت کچھ دیکھا پر قرآن جیسی چیز نہیں دیکھی۔ بے شک یہ خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔''

وفات سے چند روز قبل جماعت کے نام جو وصیت تحریر فرمائی اس وصیت کے آخری الفاظ یہ تحریر فرمائے: ''قرآن وحدیث کا درس جاری رہے''۔

آپ کی قرآن فہمی اور تفسیر بیانی کو حضرت مسیح موعودؑ کی نگاہ میں خاص مقام حاصل تھا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ جس طرح ان کے دل میں قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ایسی محبت مَیں کسی اور کے دل میں نہیں دیکھتا۔ آپ قرآن کے عاشق ہیں اور آپ کے چہرہ پر آیاتِ مبین کی محبت ٹپکتی ہے۔ آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نور ڈالے جاتے ہیں۔ پس آپ نوروں کے ساتھ قرآن شریف کے وہ دقائق دکھاتے ہیں۔ جو نہایت بعید و پوشیدہ ہوتے ہیں۔ آپ کی اکثر خوبیوں پر مجھے رشک آتا ہے...... جب کبھی آپ کتاب اللہ کی تاویل وتفسیر کی طرف توجہ کرتے ہیں تو اسرار کے قلعے کھول دیتے، لطائف کے چشمے بہا دیتے، عجیب وغریب پوشیدہ معارف ظاہر کرتے، دقائق کے ذرّات کی تدقیق کرتے اور حقائق کی انتہا تک پہنچ کر کُھلا کُھلا نور لاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ عاشقانہ تعلق

حضرت مولوی صاحبؓ کی سیرت طیبہ کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی عقیدت، محبت، فدائیت اور اطاعت میں عدیم المثال مقام کے حامل تھے۔ حضورؑ کے ایک اشارہ پر اپنا وطن بھیرہ اور اپنا کاروبار اور اپنی تمام املاک اور جائیداد چھوڑ چھاڑ کر قادیان میں درِمحبوب پر دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص ہزار روپیہ روزانہ بھی مجھے دے تو پھر بھی میں حضرت صاحب کی صحبت چھوڑ کر قادیان سے باہر جانے کے لئے تیار نہیں۔

☆ مہاراجہ کشمیر نے آپؓ کو نوکری سے برخواست کیا تو آپؓ قادیان آگئے۔ راجہ کو بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُس نے کئی مرتبہ آپؓ کو واپس بلانا چاہا لیکن آپؓ نے ہر بار یہی جواب دیا کہ ''اب میں ایسی جگہ پہنچ چکا ہوں کہ اگر مجھے ساری دنیا کی حکومت بھی مل جائے تو میں اس جگہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔''

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نورالدین معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے (اس کا نمونہ ان کے خط کی چند سطور سے ہوتا ہے) اور وہ سطریں یہ ہیں: عالی جناب! میری دعا ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام الزمان سے، جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے، وہ مطالب حاصل کروں اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دیدوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دے دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے، میرا نہیں، آپ کا ہے۔ حضرت پیرومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے میں مراد کو پہنچ گیا...... مجھے آپ سے نسبتِ فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کیلئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔''

☆ حضورؑ مزید فرماتے ہیں کہ: ''انہوں نے ایسے وقت میں بلاتردد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا اور بہتیرے سست اور متذبذب ہو گئے تھے۔ تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے''۔

☆ 1896ء میں حضرت مولوی صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت سے نواب صادق محمد صاحب رابع نواب بہاپور کے علاج کیلئے بہاپور تشریف لے گئے۔ نواب صاحب موصوف نے آپ کو بہاولپور میں رہنے اور ساٹھ ہزار ایکڑ زمین دینے کی پیش کش کی مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ اس قدر زمین سے کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ آپ اس سے امیر کبیر ہو جائیں گے۔ آپ نے پوچھا کہ اب تو آپ ہمارے پاس چل کر آتے ہیں کیا پھر بھی آئیں گے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا: پھر فائدہ ہی کیا ہے۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ آپؓ کے متعلق فرماتے ہیں:

''اور میرے سب دوست متقی ہیں لیکن ان سب سے قوی بصیرت اور کثیر العلم اور زیادہ تر نرم اور حلیم اور اکمل الایمان والاسلام اور سخت محبت اور معرفت اور خشیت اور یقین اور ثبات والا ایک مبارک شخص بزرگ، متقی، عالم، صالح، فقیہ، اور جلیل القدر محدث اور عظیم الشان حاذق حکیم، حاجی الحرمین، حافظ القرآن، قوم کا قریشی، نسب کا فاروقی ہے جس کا نام نامی مع لقب گرامی مولوی حکیم نورالدین بھیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا میں بڑا اجر دے اور صدق و صفا اور اخلاص اور محبت اور وفاداری میں میرے سب مریدوں میں سے وہ اول نمبر پر ہے...... رقیق القلب، صاف طبع، حلیم، کریم اور جامع الخیرات، بدن کے تعہد اور اس کی لذات سے بہت دُور ہے۔ بھلائی اور نیکی کا موقع اس کے ہاتھ سے کبھی فوت نہیں ہوتا...... میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجہ کا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے اور باریک بین اور نکتہ رس۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مجاہدہ کرنے والا اور کمال اخلاص سے اس کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والا ہے کہ کوئی محبّ اس سے سبقت نہیں لے گیا۔''

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اطاعت امام کا یہ عالم تھا کہ اپنے آقا کے ہر اشارہ پر لبیک کہنے میں فخر محسوس کرتے۔ جس وقت اور جس حالت میں بھی آپ کو حضورؑ کا کوئی پیغام ملتا تو آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بغیر ایک لمحہ کے توقف کے تعمیل ارشاد کیلئے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ جوتا بھی چلتے چلتے پہنتے اور پگڑی بھی چلتے چلتے باندھتے۔ اور یہاں تک کہ اگر خطبہ کے درمیان میں بھی پیغام ملا ہے تو خطبہ چھوڑ کر حاضر خدمت ہو گئے۔

☆ اکتوبر 1905ء میں حضورؑ دہلی گئے تو حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیمار ہو گئے۔ اس پر حضورؑ کو خیال آیا کہ حضرت مولوی صاحبؓ کو بھی دہلی بلا لیا جائے۔ چنانچہ آپؓ کو تار دلوا دیا جس میں تار لکھنے والے نے immediate یعنی بلاتوقف کے الفاظ لکھ دیئے۔ یہ تار آپؓ کو اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے ملا اور آپؓ اسی حالت میں فوراً چل پڑے۔ نہ گھر گئے نہ لباس بدلا، نہ بستر لیا۔ اور لطف یہ کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔ گھر والوں نے پیچھے سے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل تو بھجوا دیا مگر خرچ بھجوانے کا انہیں بھی خیال نہ آیا۔ جب آپ بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے اپنی بیوی کے لئے نسخہ لکھنے کی درخواست کی۔ آپؓ نے فرمایا: میں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ اس رئیس نے کہا: میں اپنی بیوی کو یہاں ہی لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ آپؓ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا اور معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی اور اسی طرح آپ دہلی پہنچ کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

☆ حضرت مولوی صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے جو کچھ پایا ہے جو کچھ سیکھا ہے اپنے پیارے مطاع و امام سے سیکھا اور پایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ''لوگ اکسیر اور سنگ پارس تلاش کرتے پھرتے تھے۔ میرے لئے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے۔ میں نے ان کو چھوا تو بادشاہ بن گیا۔''

☆ نیز ایک موقع پر فرمایا: ''میں نے آپ کی صحبت میں یہ فائدہ اٹھایا کہ دنیا کی محبت مجھ پر بالکل سرد پڑ گئی ...... یہ سب مرزا صاحب کی قوت قدسیہ اور فیض صحبت سے حاصل ہوا۔''

☆ حضرت اقدس نے آپؓ کے بارہ میں ایک مرتبہ فرمایا: ''یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے۔''

☆ حضرت مسیح موعودؑ نے جب صدر انجمن احمدیہ کا قیام فرمایا تو حضرت مولوی صاحب کو اس کا صدر مقرر فرمایا اور ساتھ یہ ارشاد فرمایا کہ:

''مولوی صاحب کی ایک رائے انجمن کی سو رائے کے برابر سمجھنی چاہئے''۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
10th November 2006 – 16th November 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 10th November 2006

00:15 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 203, Recorded on: 19/09/1996.
02:35 Al-Maa'idah: A cookery programme
02:45 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
03:35 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 151, Recorded on 16th September 1996.
04:40 MTA Travel: A visit to Delhi including a look at its Mughal and British heritage.
05:15 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15 Children's Class with Huzoor. Recorded on 18th February 2006.
08:15 Le Francais C'est Facile, No. 79
08:45 Siraiki Service
09:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 15, Recorded on 20th July 1994.
10:05 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:40 Tilaawat & MTA News Review Special
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
14:10 Dars-e-Hadith
14:30 Bangla Shomprochar
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:10 Interview: An interview with Kanwar Idrees.
17:55 Le Francais C'est Facile, No. 79 [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:24 Urdu Mulaqa'at, Session 15 [R]

Saturday 11th November 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:45 Le Francais C'est Facile, No. 79
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 204, Recorded on: 24/09/1996.
02:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 10th November 2006.
03:40 Bangla Shomprochar
04:40 Interview: An interview with Kanwar Idrees.
05:30 MTA Travel: London sight seeing guide.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 19th February 2006.
08:20 Ashab-e-Ahmad
08:55 Friday Sermon [R]
09:55 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55 Bengali Service
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:30 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:10 Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21/10/1995. Part 1.
17:55 Attractions of Australia: A documentary featuring a visit to Brisbane.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:15 Quiz Programme
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 12th November 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Quiz Programme
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 205, Recorded on 25/09/1996.
02:45 Ashab-e-Ahmad
03:20 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 10th November 2006.
04:30 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:10 Attractions of Australia: A documentary featuring a visit to Brisbane.
06:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 25th February 2006.
08:15 Learning Arabic, Programme No. 5
08:55 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 24th February 2006.
12:05 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 10th November 2006.
15:05 Huzoor's Tours [R]
16:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
17:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1984.
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 206, Recorded on 26/09/1996.
20:35 MTA International News Review [R]
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:15 Huzoor's Tours [R]
23:15 Ilmi Khutbaat

Monday 13th November 2006

00:05 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
01:10 Learning Arabic, Programme No. 5
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 206, Recorded on 26/09/1996.
02:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 10th November 2006.
04:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1984.
05:00 Ilmi Khutbaat
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:25 Children's Class with Huzoor. Recorded on 4th March 2006.
08:20 Le Francais C'est Facile, Programme No. 27
09:05 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
10:20 Indonesian Service
11:25 Signs of the Latter Days
12:25 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:30 Bangla Shomprochar
14:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 16/12/2005.
15:30 Signs of the Latter Days [R]
16:25 Spotlight: A Qur'an seminar and a speech delivered by Muzaffar Ahmad Chaudhry.
17:15 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 207, Recorded on 02/10/1996.
20:40 MTA International Jama'at News
21:15 Spotlight [R]
22:05 Children's Class [R]
23:05 Friday Sermon, recorded on 16/12/2005 [R]
23:50 Medical Matters: A health programme taking a look at skin infections.

Tuesday 14th November 2006

00:25 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Le Francais C'est Facile, Programme No. 27
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 207, Recorded on 02/10/1996.
02:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 06/12/2005.
03:45 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
04:45 Medical Matters: A health related programme about skin diseases and infections.
05:20 Signs of the Latter Days
06:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 05th March 2006.
08:15 Learning Arabic, programme No. 5
08:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th April 1996. Part 2.
09:55 Indonesian Service
10:55 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
12:55 Bengali Service
14:00 Jalsa Salana UK 2003: Opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana UK. Recorded on 25th July 2003.
15:30 Learning Arabic, Programme No. 5 [R]
16:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
17:05 Aina-e-Jihad: A programme on the topic of 'The perception of Jihad and Islam'.
17:40 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:40 MTA International News Review Special
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:25 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 15th November 2006

00:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:05 Learning Arabic, Programme No. 5
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 208 Recorded on 03/10/1996.
02:35 Jalsa Salana USA 2005: Speech delivered by Munir Hamid and Dr. Mirza Maghfoor Ahmad on the occaision of Jalsa Salana USA.
03:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13 April 1996. Part 2.
04:50 Aina-e-Jihad: A programme on the topic of 'The perception of Jihad and Islam'.
05:25 MTA Variety
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:25 Bustan-e-Waqf-e-Nau class with Huzoor. Recorded on 11th March 2006.
08:20 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15/05/1996. Part 1.
09:55 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:10 Bengali Service
14:10 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd July 1983.
14:35 Australian Flora and Fauna
15:15 Jalsa Speeches: A speech delivered by Dr Abdul Khaliq Khalid on the topic of 'The Promised Messiah (as) relationship with God' at Jalsa Salana Germany 2006. rec: 19/08/06.
16:05 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
17:10 Husn-e-Biyan: A quiz programme
17:40 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 217, Recorded on 29/10/1996.
20:35 MTA International News Review
21:10 Bustan-e-Waqf-e-Nau [R]
22:10 Jalsa Speeches
23:05 From the Archives [R]
23:25 Australian Flora and Fauna

Thursday 16th November 2006

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Husn-e-Biyan: A quiz programme
02:05 Liqaa Ma'al Arab, Session No. 217 [R]
03:10 The Philosophy of the Teachings of Islam
03:35 Hamari Kaa'enaat
04:10 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd July 1983.
04:40 Australian Flora and Fauna
05:15 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 12th March 2006.
08:00 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 24, Recorded on 09/07/1994.
09:00 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:05 Al Maa'idah: A cookery programme
10:35 Indonesian Service
11:30 Pushto Muzakarah
12:15 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:15 Bengali Service
14:20 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 152, Recorded on 17th September 1996.
15:25 Huzoor's Tours [R]
16:35 English Mulaqa'at [R]
17:35 Moshaa'irah: An evening of poetry.
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News Review
21:10 Tarjamatul Qur'an Class, Session 152 [R]
22:10 Al Maa'idah: A cookery programme
22:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Al Fazl International Weekly, London
22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 13 Friday November 03, 2006 Issue No. 44

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

درگاہ نظام الدین اولیاء کے مجاور

پاکستان کے ایک مقبول شاعر کچھ عرصہ قبل پاکستان سے ہندوستان کی سیاحت کیلئے تشریف لے گئے اور بقول جناب قتیل شفائی ”جب وہ انڈیا سے پلٹا ہے تو وہ اپنے حافظہ میں پوری ایک کتاب کا مواد لے کر آیا ہے......اس نے ایک دیانتدار سیاح کی طرح وہی کچھ لکھا ہے جو اُس کی آنکھوں نے دیکھا اور جو ایک قاری کے لئے پڑھنا ضروری ہے“۔

جناب ریاض الرحمٰن ساغؔر کا سیاحت نامہ پہلی بار جنوری 1996ء میں الحمد پبلی کیشنز، لیک روڈ لاہور کی مساعی جمیلہ سے منظر عام پر آیا ہے۔ جناب ساغؔر نے درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے درج ذیل شرمناک واقعہ سپرد قرطاس کیا ہے۔

”لاہور میں داتا گنج بخش فیض عالم کے مزار کی طرح یہاں بھی صبح شام دن رات ہر لحہ عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا ہے۔ لوگ حضرت نظام الدین کے توسط سے من کی مرادیں مانگتے ہیں اور اپنی بارآور دعاؤں کے سلسلے میں مانی ہوئی منتیں چڑھاتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن خوانی کرتے اور درود و سلام وقوالی کی محفلیں برپا کرتے ہیں۔

میری بیوی اور بیٹی مزار کے احاطے میں عورتوں کیلئے مخصوص اور باپردہ حصے میں نفل پڑھ رہی تھیں۔ مَیں باہر آکر رتی رام کے پاس کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ رتی رام مجھے حضرت نظام الدین کی درگاہ سے پوری ہونے والی اپنے عزیز واقارب کی حاجات کے قصے سنا رہا تھا کہ میری بیٹی مزار کے بیرونی دروازے سے برآمد ہو کر تیزی سے چلتی ہوئی میرے پاس آئی اور کہنے لگی ابو گاڑی میں سے امّی کا پرس اٹھا کر دیں۔ مَیں نے پوچھا پرس کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ تو میری بیٹی نے بتایا کہ ایک مولوی صاحب نے امّی کو مزار کے دروازے پر روکا ہوا ہے اور وہ ساٹھ روپے مانگ رہے ہیں۔ مَیں نے پوچھا ساٹھ روپے کیوں؟ کم یا زیادہ کیوں نہیں۔ وہ کہنے لگی مجھے نہیں معلوم۔ مولوی صاحب امّی سے کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے رجسٹر میں ساٹھ روپے لکھ لئے ہیں لہٰذا ساٹھ روپے دیں۔

مَیں نے سوچا آخر ساٹھ روپے کیوں؟ کم یا زیادہ کیوں نہیں۔ چنانچہ یہ جاننے کے لئے کیا ساٹھ روپے حضرت نظام الدین کی درگاہ پر حاضری کا کوئی فِکس ٹیکس ہے۔ خود جا کر ان مولوی صاحب سے بات کرنے کی ٹھان لی اور رتی رام کو وہیں کھڑا چھوڑ کر اپنی بیٹی کے ساتھ مزار کے بیرونی دروازے کے قریب پہنچا۔ مَیں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ جاؤ مولوی صاحب اور اپنی امّی کو بلا لاؤ کیونکہ مَیں حضرت نظام الدین کے مزار کے احاطے میں مولوی صاحب سے لین دین کی تکرار نہیں کرنا چاہتا۔ چند لمحوں کے بعد مولوی صاحب رجسٹر اٹھائے ہوئے میری بیوی اور بیٹی کے ساتھ چلتے ہوئے میرے قریب آگئے۔ مَیں نے پوچھا حضرت یہ ساٹھ روپے کس بات کے طلب فرما رہے ہیں آپ؟ انہوں نے مسکرا کر فرمایا بیس روپے بھنڈارے کے، بیس روپے نذر کے، بیس روپے محفل درود وسلام کے تبرک کے۔ مَیں نے عرض کیا حضور لیکن ان سب نیک اور سعید کاموں کے لئے بیس بیس روپے ہی کیوں؟ کم یا زیادہ یا حسبِ توفیق و استطاعت کیوں نہیں۔ دیکھئے نا یہاں آنے والے بعض عقیدت مند لاکھوں دے کر بھی محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں دیا اور خالی ہاتھ آنے والے بھی جھولیاں بھر کر جا سکتے ہیں۔ پھر یہ جبری وصولی کیوں؟ مولوی صاحب نے فرمایا دراصل مَیں نے اندراج کر لیا ہے۔ انہوں نے ہاتھ میں کھلا ہوا ایک رجسٹر مجھے دکھایا۔

مَیں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کیا اس نے بیس بیس روپے لکھنے کو کہا تھا؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ مَیں تو دعا مانگ رہی تھی کہ رجسٹر لے کر آگئے اور کہنے لگے، ساٹھ روپے دیجیے۔ مگر آپ بحث کیوں کر رہے ہیں، ساٹھ روپے دے دیجیے نا۔ اور اس نے میرے ہاتھ سے اپنا پرس لے کر اس میں سے ساٹھ روپے نکالے اور مولوی صاحب کو تھما دیئے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب کاش مَیں اپنی خوشی سے ساٹھ تو کیا چھ سو روپے آپ کو پیش کرتا اور اس کے بعد آپ رجسٹر میں اندراج نہ کرتے تو مجھے روحانی خوشی ہوتی۔ مسئلہ ساٹھ روپے کا نہیں ہے آپ کے جبر کا ہے۔ مَیں حضرت نظام الدین کے توسط سے اللہ کے پاس آپ کے اس جبر کی شکایت کرتا ہوں۔ لیکن ان مولوی صاحب پر جن کا تعلق درگاہ کے انتظامی ارکان سے تھا یا جو کچھ بھی وہ تھے میرے اس فقرے کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ روپے لے کر چلے گئے۔

میری بیوی نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ اللہ کے نام پر دیتے ہوئے بحث نہیں کیا کرتے۔ مَیں نے کہا تم بھی کمال کرتی ہو مسئلہ ساٹھ روپے کا نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ کتنے ہی روپے ہم لوگ فضولیات میں ضائع کر دیتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ممالک غیر میں سفر کے دوران لوگوں سے ان کی مرضی ومنشاء کے خلاف نذر نیاز وصول کرنے کی ہدایت نہ تو اللہ نے کی ہے اور نہ ہی حضرت نظام الدین نے۔ اگر ہماری بجائے مولوی صاحب نے یہ رقم کسی ایسے عقیدت مند کے نام سے کھاتے میں چڑھا دی ہوتی جس کے پاس مزار پر حاضری دے کر واپسی کا کرایہ ہی بچا ہوتا تو وہ اپنی کم مائیگی کو مولوی صاحب سے کس طرح چھپا پاتا؟ مگر میری بیوی میری کسی دلیل سے قائل نہ ہوئی۔ وہ اپنے طور پر یہی سمجھ رہی تھی کہ اس نے حضرت نظام الدین کے مزار پر جو منتیں مانگی ہیں اور جو درخواستیں گزاری ہیں یہ ساٹھ روپے ان درخواستوں پر کورٹ فیس کا کام کریں گے۔ اس لئے میری بیوی تو میری کسی دلیل سے قائل نہ ہوئی مگر گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے رتی رام کے چہرے کے تاثرات سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ میرا ہم خیال ہے۔“ (صفحہ 54-56)

سکھ بھگت کا لائق تحسین جذبہءِ خدمت

اس کے مقابل ایک سکھ کے قابلِ تعریف جذبۂ خدمت کی کہانی جناب ساغؔر کی زبانی سنئے:

”جلیاں والا باغ سے نکل کر ہم گوردوارہ دربار صاحب دیکھنے گئے تھے۔ ہم نے گوردوارہ میں داخل ہونے سے پہلے اپنے جوتے وہاں کے قاعدے کے مطابق دربار صاحب کے باہر بنے ہوئے ایک مخصوص دکان نما کمرے میں جمع کرا کے ٹوکن حاصل کر لئے تھے۔ اس کے بعد ہم ایک طویل قطار میں چلتے ہوئے دربار صاحب کے احاطے میں موجود ایک وسیع وعریض تالاب کے پاس سے گزرتے ہوئے گوردوارہ کے بیچ وبیچ بنی ہوئی ایک چودری کے پاس پہنچے تھے جہاں گرنتھ صاحب رکھا ہوا تھا اور بانی گائی جا رہی تھی۔ وہاں نوٹوں کی گڈیوں اور ریزگاری کا ایک بہت بڑا انبار لگا ہوا تھا۔ مرد عورتیں بوڑھے بچے نوجوان قطار میں چلتے ہوئے اس چودری کے قریب پہنچ کر اپنی ہمت و توفیق کے مطابق پچیس اور پچاس پیسے کے سکے سے لے کر پانچ یا دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ مالیت کے نوٹوں کی گڈیاں انبار پر پھینک رہے تھے اور آگے بڑھ رہے تھے۔ یہاں کوئی رجسٹر نہیں تھا۔ واپسی کے چکر میں چلتے ہوئے ایک جگہ سب کو پرساد دیا جا رہا تھا جو حلوہ تھا۔ ہم نے گوردوارہ میں گھوم پھر کر وہ سب مقامات دیکھے تھے جو بعد میں بھارتی فوج کے محاصرے اور مداخلت کے دوران پاکستانی اور بھارتی ٹیلی ویژن سے خبرناموں کے دوران دکھائے جاتے رہے۔ گوردوارے کے احاطے میں موجود تالاب کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں نہانے سے مختلف اقسام کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

بہرحال ہم گوردوارہ دربار صاحب کے تمام اہم مقامات دیکھ کر جب باہر آئے تھے تو مجھے یاد ہے کہ گوردوارے کے صدر دروازے پر سیڑھیوں کی دونوں اطراف سے بہہ کر آتے ہوئے صاف وشفاف پانی میں موجود لوگوں کے پاؤں دھو کر سنگ مرمر کے فرش میں گڑی لوہے کی جالیوں کے ذریعے زیر زمین نالیوں میں جا رہا تھا ہم نے بھی پاؤں دھوئے تھے اور یہ عمل ہم نے گوردوارہ میں داخل ہونے سے پہلے بھی کیا تھا۔ اب مَیں تھک چکا تھا اور مَیں نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ یہ روپے لو اور جا کر اپنے جوتے لے آؤ مگر جب میری بیوی اور بیٹی جوتے لینے گئی تھیں تو وہاں موجود ایک معزز سردار نے جوتوں کی حفاظت کا کرایہ پیش کرنے پر میری بیوی کو حیرت سے دیکھا تھا اور کہا تھا کہ یہاں جوتوں کی حفاظت کا کوئی کرایہ نہیں لیا جاتا۔ اس دوران میں مَیں نے بھی قریب پہنچ گیا تھا۔ سردار جی نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور پھر جب ہم نے بتایا کہ ہم پاکستان سے آئے ہیں تو سردار جی نے ہاتھ جوڑ کر کہا تھا میری ہال بازار میں کپڑے کی دکان ہے واہگورو کی کرپا سے بیس ملازم ہیں۔ میرا تو بڑی مشکل سے قرعہ نکلا ہے اور ایک ہفتے کے لئے مَیں یہاں آنے والوں کے جوتے سنبھال کر ان کی سیوا کر رہا ہوں۔ پھر سردار جی نے ہمیں بتایا تھا کہ یہاں آکر جوتے سنبھالنے کی سیوا کرنے کی خواہش مندوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ قرعہ اندازی کے ذریعے نام نکالے جاتے ہیں اور ایک ہفتے یہ سیوا کرنے کا موقع ملتا ہے۔“ (صفحہ 56-58)

حضرت میاں میر قادری کی تصویر گولڈن ٹمپل امرتسر میں

سفرنامہ میں اس کے بعد لکھا ہے۔:

”مَیں نے اس وقت بھی سوچا تھا کہ کاش ہمارے مقدس مقامات پر بھی اس جذبے کے ساتھ خلقِ خدا کی خدمت کرنے والے لوگوں کی کمی نہ ہوتی اور آج بھی یہی سوچ رہا تھا پھر سردار جی نے ہمیں ہمارے جوتے دئے اور پوچھا کہ کیا ہم نے گوردوارہ کے اوپر کی منزل پر واقع عجائب گھر دیکھا ہے اور جب ہم نے نفی میں جواب دیا تو انہوں نے اصرار کیا تھا کہ ہم وہ عجائب گھر ضرور دیکھیں۔ اس عجائب گھر کو گوردوارہ صدر دروازے کے پاس سے سیڑھیاں جاتی تھیں۔ ہم وہ عجائب گھر بھی دیکھنے گئے تھے۔ یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں سکھوں کے مذہبی گوروؤں اور پیشواؤں کی تصاویر آویزاں تھیں اور ان کا تعارف احوال و تعلیم درج تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ اس ہال میں جو سب سے بڑی تصویر (قدآدم) سب سے نمایاں طور پر آویزاں تھی اور جسے تازہ پھولوں کے ہاروں سے لادا گیا تھا اور ہر آنے والا کچھ تازہ پھول اور ہار اس تصویر پر بطور خاص نچھاور کر رہا تھا وہ حضرت میاں میرؒ صاحب کی تصویر تھی۔ مَیں نے ایک بوڑھی سردارنی جی سے پوچھا (جانتے بوجھتے ہوئے) یہ کون ہیں؟ انہوں نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگیں. ہائے ہائے وے پتر تینوں نئیں پتہ ایہہ میاں میرؒ صاحب ہوری نیں ساڈے گرو دے متر اینہاں نیں تے اس گردوارے دی نیہنہ (بنیاد) رکھی سی۔“

(صفحہ 58)

حضرت میاں میر قادری صاحب (1550ء-1635ء) عہد شاہجہانی کے ایک خدا رسیدہ اور پاک نفس اور یکرنگ بزرگ تھے آپ کے عقیدت مندوں میں آج بھی برصغیر کے ہر مذہب وملت کے لوگ شامل ہیں۔ سکھ مت کے مشہور گورو ارجن دیو کی درخواست پر آپ نے دربار صاحب امرتسر کا اپنے دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھا۔

(انوار اصفیاء صفحہ 455 ناشر غلام علی اینڈ سنز لاہور طبع سوم 1978ء)

آپ کا مزار مبارک جس کی تعمیر اورنگ زیب بادشاہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں